November, 1966
مسجد نور
علی پور سیداں شریف
ماہنامہ
انوار الصوفیہ
مدیر اعلیٰ
غلام رسول گوہر
نگران اعلیٰ
جوہر ملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب
مقام اشاعت: کوٹ عثمان خاں قصور ضلع لاہور

رحمۃ اللہ علیہ
انوار الصوفیہ رسالہ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام ۱۹۰۴ کو شروع کروایا تھا رسالہ انوار الصوفیہ کی ۴۲ جلدیں مہیا کرنے پر جناب محمد محمود صاحب کا مشکور ہوں اور ان رسائل کا سکین کا تمام کام شیخ معزالدین فاؤنڈیشن کے بانی جناب پروفیسر محمد عاطف صاحب نے کروایا ہے، (بختیار حسین جماعتی) رسائل کی لسٹ درج ذیل ہے

1	1950 February	15	1965 March	29	1973 October
2	1950 March	16	1966 September	30	1973 November
3	1959 May June	17	1966 October	31	1974 February
4	1959 Sept October	18	1966 November	32	1974 April
5	1961 March	19	1967 October	33	1974 May June
6	1961 September	20	1968 October Nov	34	1974 July
7	1961 October Nov	21	1971 Agust	35	1974 May June
8	1962 April	22	1971 December 1972 Jan	36	1975 Agust
9	1962 January	23	1971 May	37	1975 July
10	1962 November	24	1971 July	38	1975 May
11	1962 December	25	1971 Semptember	39	1975 September
12	1963 March	26	1972 April	40	1976 Nov Dec
13	1964 May JUne	27	1973 January	41	1976 Sep Oct
14	1964 JUNE	28	1973 September	42	1977 March April

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت سراج الملت والدین مولانا الحاج پیر سید محمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بسرپرستی زبدۃ العارفین شمس الملت عالی جناب مولانا الحاج الحافظ سید نور حسین شاہ صاحب مدظلہم

بظلِ حمایت زبدۃ العارفین معین للملت مولانا الحاج پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہم

مدیر مسئول:- غلام رسول گوہر

چندہ سالانہ	۵ روپے
فی کاپی	۵۰ پیسے
اراکین حضرات سے	۳۰ روپے
معاونین سے	۲۰ روپے

اس جگہ میں اگر آپ کے رسالہ میں سرخ نشان ہے تو آپ سمجھ لیں کہ اس ماہ میں میرا چندہ ختم ہو گیا ہے اور مجھے اپنی اولین فرصت میں مبلغ پانچ روپے منی آرڈر کر دینے چاہئیں تاکہ ادارہ کو انتظار نہ کرنا پڑے

مدیر

غلام رسول گوہر ایڈیٹر، پرنٹر پبلشر نے لاہور آرٹ پریس انارکلی لاہور سے چھپوا کر دفتر انوار الصوفیہ قصور سے شائع کیا

بھارت کے خریداروں کے لئے ترسیل زر کا پتہ:-
الحاج صوفی محمد طاہر- مراد آباد محلہ تمباکو والا
(بھارت)

مظہر الدین

نغمۂ توحید

قلندروں کی اذاں لا الٰہ الا اللہ — سرودِ زندہ دلاں لا الٰہ الا اللہ
سکونِ قلب تپاں لا الٰہ الا اللہ — دوائے دردِ نہاں لا الٰہ الا اللہ
فروغِ کون و مکاں لا الٰہ الا اللہ — تجلیوں کا جہاں لا الٰہ الا اللہ
ہے بے نیازِ خزاں لا الٰہ الا اللہ — بہارِ باغِ جناں لا الٰہ الا اللہ
بتوں سے دیگاماں لا الٰہ الا اللہ — بنا وظیفۂ جاں لا الٰہ الا اللہ
وہ خود ہے جلوہ فشاں لا الٰہ الا اللہ — وجودِ غیر کہاں لا الٰہ الا اللہ
غریبِ شہر کے سینے میں ہے نہاں کوئی — فقیر کا ہے بیاں لا الٰہ الا اللہ
یہی ہے میرا پتا لا الٰہ الا ہو — یہی ہے میرا نشاں لا الٰہ الا اللہ
جنوں مشاہدۂ ذاتِ ذوالجلال میں ہے — خرد ہے وہم و گماں لا الٰہ الا اللہ
نظر اٹھا کہ جمودِ حیات بھی ٹوٹے — پکار، زمزمہ خواں لا الٰہ الا اللہ
اسی لئے تو بتوں کی جبیں ہے خاک آلود — ہے میرے وردِ زباں لا الٰہ الا اللہ
دلیلِ عظمتِ انساں، حصارِ ملکِ یقیں — پناہ گمگبرناں لا الٰہ الا اللہ
ہے میرا نغمۂ توحید لا شریک لہٗ — ہے میری تاب و تواں لا الٰہ الا اللہ
اسی سے میری محبت کی شام ہے رنگین — میری سحر کی اذاں لا الٰہ الا اللہ
وہیں جمالِ رخِ یار کی تجلی ہے — جہاں ہے وجد کناں لا الٰہ الا اللہ

بہا کے آج لئے جا رہا ہے مظہر کو
برنگِ سیلِ رواں لا الٰہ الا اللہ

حافظ مظہر الدین

دو جہاں فدا ترے نام پر، ہے سکوں فزا ترا نام بھی
تری ذات پہ ہو درود بھی، تری ذات پر ہو سلام بھی

مجھے اپنی تابشیں کر عطا، تو ہے میرا ماہ تمام بھی
ہے لٹی لٹی مری صبح بھی، ہے بجھی بجھی مری شام بھی

ہیں وہی فروغِ رخِ حرم، ہے انہی کی ضو عرب و عجم
وہ عرب کے بدر منیر بھی، ہیں عجم کے ماہ تمام بھی

جہاں درد حد سے گزر گیا تری یاد وجہ سکوں ہوئی
یہ کھلا کہ جان عزیز سے ہے قریب تیرا مقام بھی

ترا راز کیا کوئی پا سکے، ترا جلوہ کیا نظر آ سکے
کہ حریمِ ناز کی خلوتوں میں ہے تجھ کو اذنِ خرام بھی

ترا نور صبح ازل کی ضو، تیرا نور شامِ ابد کی لو
ترا نور جلوۂ صبح بھی، تیرا نور جلوۂ شام بھی

جہاں عشق بھی ہے سجود میں، جہاں حسن بھی ہے نیاز میں
اسی بارگاہِ جمال کا میں ہوں ایک ادنیٰ غلام بھی

ماهنامه انوار الصوفیه قصور
بابت نومبر ۶۶ئہ مطابق رجب المرجب ۱۳۸۶ھ

ہم مسلمان ہیں ہمارے لئے لازم ہے کہ زندگی کے ہر شعبہ اور ہر موڑ میں ہم کتاب اللہ وسنت رسول کا اتباع کریں اور اس کو مشعل راہ بنائیں۔ ہمیں اغیار سے شکایت نہیں کہ وہ ایسا کرتے ہیں۔ وہ کریں یا نہ کریں ہمیں کیا۔ ہمیں چاہیئے کہ صراط مستقیم پر انفرادی اور جماعتی حیثیت سے گامزن ہوں گلشن حسنات کی سیر کریں، سنت رسول اللہ صلعم کے زیور اور احکام شرعیہ کی زیب وزینت سے اپنی زندگی کے مجسّمہ کو سنواریں تاکہ مالک حقیقی کو جو ہم سب کا معبود ہے اور محبوب حقیقی ہے پسند آجائے، اسلام صرف اس چیز کا نام نہیں کہ مسلمان ماں باپ کے فرزند ہیں بلکہ اسلام عملی اور نظریاتی دین ہے جو شخص ایمان لا کر اسلامی رنگ وبو اور علم وعمل کو اپنا لیتا ہے۔ وہ مسلمان ہے اگرچہ اس کے ماں باپ مسلمان نہ بھی ہوں اس کے برعکس جو اسلام کی صداقت سے منحرف اور روگرداں ہو، وہ کافر ہے اگرچہ اس کے ماں باپ کتنے ہی پکے مسلمان اور دین دار کیوں نہ ہوں۔ اگر ماں باپ کا اسلام کسی کو مسلمان بنانے کے لئے کافی ہوتا۔ تو نوح علیہ السلام کا بیٹا اس کا زیادہ حق رکھتا تھا کہ مسلمان ہوتا اس لئے کہ اس کا باپ اللہ کا رسول تھا۔ اور حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان ہونیکا ہرگز حق نہ رکھتے۔ اس لئے کہ اسکا باپ ابو جہل کافر اور اسلام کا سخت ترین دشمن تھا:
قیامت کے دن ہر شخص سے اسلام ہی قبول کیا جائیگا۔ اس کا چہرہ، درجہ، دولت ووقار اگرچہ بظاہر کتنے تابناک ہوں: ہرگز پسند نہیں کئے جائیں گے اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والا ہوگا۔ قرآن پاک میں اللہ نے فلاح وکامیابی اور ابدی ودائمی مسرت اور خوشی کا حق دار انہیں لوگوں کو قرار دیا ہے۔ جو اسلام کے نظریات ومعتقدات سے اپنے قلوب کو تاباں کرتے ہیں۔ اور

اس کے احکام اور طاعت وعبادت کے زیور سے اپنے ظاہر
وباطن کو روشن کرتے ہیں: صرف منہ سے کلمہ پڑھ لینا تو آسان ہے
مگر اس کے مفہوم کو سمجھ کر اور اس کے تقاضوں کو دریافت
کر کے اس پر عمل کرنا مسلمان کا بہت بڑا کمال ہے۔ اسلام نے
اپنے پیراؤں کو ایک سلسلہ نیکیوں کا دکھایا ہے۔ جس کا
منتہا اور انجام رضائے حق اور قرب خداوندی کی تلاش اور
دونوں جہانوں کی سعادت اور فلاح و بہبود کا حصول ہے۔
دوسرا سلسلہ بدیوں کا دکھایا۔ جس کا منتہا جہنم اور گوناگوں عذابوں
کی وادیوں اور دنیا و آخرت کی پریشانیاں اور بے قراریاں
ہیں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری آخرت محمود و نیک ہو۔ اور
ہماری دنیا اس کا پیش خیمہ بلکہ کھیتی ہو۔ تو ہر گناہ سے ہم کو بچنا
ہوگا۔ نیکی بدی کے ساتھ ساتھ جو تباہ کن اور خطرناک ہے۔
خس و خاشاک کی طرح بہہ نہیں جانا ہوگا۔ جوان مرد اور
باہمت انسان ہو کر ہر ایسے ذریعہ اور ہر ایسی تحریک کا
قلع قمع کرنا ہوگا۔ جو ہمیں برائی کی ترغیب دے اور ہمارے
حسنات کو مسمار کر کے پیوند زمین کرنے کے درپے ہو۔ نام کا
مسلمان ہونا کس کام۔ کام کا مسلمان ہونا چاہیئے اور یہ وہ
مسلمان ہے۔ جو گناہوں سے آلودہ نہ ہو۔ کتنا افسوس ہے کہ
ہم مادی نجاستوں سے متنفر اور بیزار ہوں اور روحانی نجاستوں
سے جو ایمان اور اسلام اور اتقا اور کرامت و شرافت کو
داغدار کرتی ہوں بچنے کی کوئی معمولی سی جدوجہد نہ کریں
کیا ہمارا شعور ہمارا احساس ہماری صداقت ذہانت ہماری
سمجھ بوجھ کی دولت ابلیس نے لوٹ لی ہے ہاں تو سب کچھ لٹتا
ہوا ہم اپنی آنکھوں سے نہ صرف دیکھتا ہے۔ بلکہ ہنسی خوشی
سے لٹایا ہے۔ اس کے باوجود ہم کو اپنی عقل پر ناز ہے۔

ع۔ وائے نادانی کہ احساس زیاں جاتا رہا۔ کبھی وہ زمانہ تھا
کہ مسلمان کی غیرت یہ تقاضا نہیں کرتی تھی کہ اس کی بہو بیٹی بیوی
کا نام بھی کوئی غیر محرم لے۔ عورت کو بے حجاب بے پردہ باہر
نکلنا معیوب سمجھا جاتا تھا۔ شریف لوگوں کی عورتیں بڑا سخت پردہ
کرتی تھیں اور اس کو خاندانی بلندی تصور کیا جاتا تھا۔ مگر آج
بے حجابی کو عریانی کو عین شرافت اور تہذیب سمجھا جا رہا ہے۔
بازاروں۔ سڑکوں۔ ہوٹلوں اور کلبوں میں مسلم خواتین جن
کو ان کے رب نے پردے میں رہنے کو کہا ہے پردے سے
آزاد ہیں۔ پردے کو ترقی میں حائل اور مانع تصور کرتی ہیں۔
اور کھلے منہ غیر محرموں کے سامنے آنیکو فخر جانتی ہیں۔ لباس
بھی ایسا ہوتا ہے۔ جو جاذب نگاہ ہوتا ہے۔ آج شوہر کا سر
اپنی بیوی کو غیر محرموں کے سامنے آنے جانے اور ان کے
ساتھ بیٹھنے اور گفتگو کرنے اور مصافحہ کرنے اور ناچ وغیرہ
بیہودگیوں میں شامل ہونے سے اپنے ہمسروں میں فخر سے اونچا
ہو جاتا ہے۔ کہ اس کی بیوی تعلیم یافتہ ہے۔ بیدار ہے بہت لائق
ہے۔ جو زمانہ اور ابنائے زمانہ کا ساتھ دے رہی ہے۔
یہی طریقہ بھائیوں کا بہنوں اور باپوں کا بیٹیوں کے متعلق ہے
اس پر طرہ یہ کہ تعلیم یافتہ خواتین جن کے ہاتھ میں زمانہ نے
قلم پکڑا دی ہے۔ قرآنی تعلیم کو مسخ کرنے کے درپے ہیں۔
آئے دن لکھتی رہتی ہیں۔ قرآن نے کب عورتوں کو گھر کی چار
دیواری میں قید رہنے کا حکم دیا ہے۔ حجاب دقیانوسی۔
مولویوں کا اختراع کردہ مسئلہ ہے (العیاذ باللہ) قرآن میں
اور حدیث میں کس قدر سختی سے عورت کو پردے کا حکم آیا ہے۔
اور آج کل کی مسلمان عورت کہتی ہے کہ قرآن میں کہیں پردے
کا حکم نہیں اسی کو کہتے۔ چوری اور سینہ زوری۔ اصل میں جن

عورتوں نے کالجوں میں انگریزی تعلیم پائی ہے ۔ ان کو قرآن
کی کیا خبر ۔ کون سے دار العلوم میں کالج کی طرح داخلہ لیکر انہوں
نے قرآن کو پڑھا ہے ۔ اگر وہ قرآن کو پڑھتیں تو ان کی آنکھیں
روشن ہو جاتیں اور ان کو معلوم ہوتا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے
قرآن پاک میں کتنی آیات حجاب کے بارے میں اوتاری ہیں
سب سے پہلے نبی کی ازواج اور بنات کو حکم ہوا ۔ وقرن
فی بیوتکن ۔ تم اپنے گھروں میں پڑی رہو ۔ ولا تبرجن تبرج
الجاھلیۃ ۔ کفر کے زمانہ کی طرح اپنی آرائشوں اور زینتوں
کا مت اظہار کریں ۔ جب خاندان نبوت کو جن کی طہارت و
لطافت اور عزت و عظمت میں کوئی کلام نہیں اور آفتاب و
مہتاب کی طرح صاف و شفاف ہے حکم ہوتا ہے کہ پردے
میں رہو ۔ زیب و زینت کو ظاہر نہ کرو ۔ تو یہ حکم ان عورتوں
کے لئے جن کے فتنہ و فساد میں مبتلا ہونیکا قدم قدم پر
ہزار ہا امکانات موجود ہیں پردے میں رہنے کا حکم اور زیادہ
سخت ہو جاتا ہے ۔ عورتیں سمجھتی ہیں کہ اس زمانہ میں ہمکو ہمارا
حق مل گیا ہے کہ مردوں کے دوش بدوش زندگی کے سارے
حقوق مل گئے ہیں ۔ اگر مرد کو حجاب میں رہنے کا حکم نہیں تو ہم
کیوں حجاب میں رہیں اگر وہ فوج یا پولیس یا دیگر محکموں میں
گھر سے نکل کر کام کر سکتا ہے ۔ تو ہمارے لئے ایسا کیوں
جائز نہیں ۔ ہمارے لئے بھی جائز ہے ہم بھی بنی آدم ہیں ۔
یہ اس تعلیم یافتہ عورت کی بہت بڑی بھول ہے اس
نے پردے سے باہر نکل کر اپنے حق کو پایا نہیں ۔ گنوایا ہے
بنی آدم اگرچہ وہ ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتی کہ بنی آدم کی دو
شاخیں ہیں ۔ ایک مرد ایک عورت ۔ ان دونوں کے مابین
فطری طور پر بڑا بعد اور تباین ہے ۔ مرد عورت نہیں ہو
سکتا ۔ اور عورت مرد نہیں ہو سکتی ۔ اسی طرح جو فرائض مرد کے
ہیں وہ جدا ہیں اور جو فرائض عورت کے ہیں وہ جدا ۔ مرد کے
لئے گھر سے باہر کے امور سر انجام دینا ہیں اور عورت کے لئے گھر
کے اندر کے ۔ مرد کو شوہر کے حقوق مخصوص ہیں اور عورت کو بیوی
کے ۔ عورت ایڑی چوٹی کا زور لگاتے اور اس سے بھی زیادہ
آزاد ہو جاتے مگر کبھی بھی شوہر کے حقوق کو لینے میں کامیاب
نہیں ہو سکتی ۔ اور قانون فطرت کو کبھی نہیں بدل سکتی ۔ اسی
طرح اگر مرد چاہے کہ میں عورت بن جاؤں اس جیسی لطافت
و نزاکت اپنے اندر پیدا کر لوں ۔ کروڑوں مرتبہ داڑھی منڈا لوں
کریم ملے ۔ ہزار مرتبہ ہاتھوں میں چوڑیاں پہنے میک اپ کرے
مردانہ لباس کو اتار زنانہ لباس پہنے ۔ پھر بھی وہ مرد ہے کبھی
اس کے خلاف فطرت ماں کے شکم سے بچہ پیدا نہیں ہو گا
اور کبھی اس کو کسی مرد کی زوجیت میں دیکر اس کو ڈولی میں
رخصت کیا جائے گا ۔ اسی طرح عورت بالوں کو کٹوا نے
چوڑیاں ترک کر کے گھر کی قید و بند سے آزاد ہو کر مردانہ لباس
زیب و تن کر کے مرد نہیں بن سکتی ۔ اور نہ شوہر کی طرح سہرے
باندھ کر اس کو گھوڑے پر سوار کر کے گلی کوچوں میں پھرایا جائے گا
آج تک زمانے نے مردوں کی برات چڑھتے دیکھی ہے ۔ کبھی
عورت کی برات چڑھتی نہیں دیکھی ۔ ہر ایک کی اپنی اپنی فطرت
ہے ۔ اور ہر ایک کے لئے جدا جدا احکام ہیں ۔ شریعت میں
بھی اور اس کے سوا بھی ۔ عزت و کرامت اسی میں ہے کہ اپنی
فطرت کی پاسبانی کی جائے ۔ کسی غیر کا بھروپ بھر لینے سے اس
کا حق نہیں مل جاتا ۔ عورتوں کے لئے مردوں کے دوش بدوش
کام کرنا بھی بھلا کوئی کمال ہے ۔ کمال تو اس میں ہے ۔ کہ خلاق
عالم نے مرد اور عورت کے مابین جو حد فاصل قائم کر دی ہے

اس سے کوئی بھی تجاوز نہ کرے - مرد - مرد رہے - اور عورت
عورت وہ اپنا کام کرے یہ اپنا کام - مرد باہر نکلے روزی کمائے
اور جب تھکا ہوا روزی کما کر گھر آئے تو بیوی خندہ پیشانی سے
استقبال کرے - اس کو محبت کی آغوش میں لے کر دن بھر
کی تکان دور کرے - اور عزت سے بٹھا کر پکا ہوا کھانا اس کے
سامنے رکھے - نہ یہ کہ مرد اور عورت دونوں اپنے بچے انا کے
حوالے کر کے نوکری پر چلے جائیں - جب رات کو آئیں تو مزید
کلفت اور زحمت کا سامنا ہو اس صورت میں وہ بچے جن سے
ہر روز بلا ناغہ دن بھر بچے دور رہتے اور ان کی آغوش میں
پلے ہیں - بڑے ہو کر ان کے کس حق اور احسان کو یاد رکھ کر
ان کی تعظیم و تکریم کریں گے - عورت کو اللہ تعالیٰ نے بڑی
عزت دی تھی - مگر افسوس اس نے اپنے ہاتھوں سے - اس کو
تباہ کر دیا - اس زمانہ میں اس کی کوئی قدر نہیں - جس کا
جی چاہے اس کو دیکھ سکتا ہے - کوئی حفاظت کوئی پابندی
نہیں - بلکہ آج تو آئے دن اخبارات کے صفحات میں دولہا
اور دلہن کا فوٹو عروسی لباس میں بڑے فخر سے شائع ہوتا
ہے - اور اخبار پڑھنے والوں کو دعوت نظارہ دی جاتی ہے
کہ دیکھو یہ ہے - ہماری بیوی - آہ اے مسلمان تیری غیرت
کہاں گئی ؟ بتا کیا یہی اسلام ہے - جس پر تجھ کو ناز ہے ؟

رسالہ نہ ملنے کی شکایت

اکثر خریدار رسالہ ملنے کی شکایت اس وقت کرتے
ہیں - جب ان سے چندہ وصول کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے
ان کی خدمت میں عرض ہے کہ چندہ ادا کرنے کے بعد اگر
انہیں رسالہ نہیں پہنچا تو فوراً ہمیں مطلع کریں - اگر سال میں
کسی مہینہ کا رسالہ انہیں دستیاب نہیں ہوا تو فوراً شکایت کریں
تاکہ اس کا ازالہ کیا جائے - بعض حضرات کو دو دو رسالے
پہنچ رہے ہیں - مہربانی کر کے وہ بھی چٹ نمبر کے حوالہ سے
ہم کو مطلع کریں کہ دونوں رسالوں کے جدا جدا نمبر کیا کیا
ہیں تاکہ ہم ان سے ایک نمبر رجسٹر سے کاٹ دیں:

بعض حضرات کے رسالہ واپس آ جاتے ہیں ڈاک خانہ
والوں نے اس کے اوپر لکھا ہوتا ہے کہ یہاں اس نام کا کوئی آدمی ہی
موجود نہیں ہے - چنانچہ نور محمد ولد اسماعیل بمقام آئینہ ضلع
شیخوپورہ کا رسالہ واپس آیا ہے کہ اس نام کا یہاں کوئی
آدمی نہیں ہے - اور وہی آدمی وہاں سے ہمیں شکایتی
خط لکھتا ہے کہ میرا رسالہ کیوں نہیں آیا - اصل میں ڈاک خانہ
کے ملازم اس قدر آرام پسند ہو گئے ہیں کہ وہ مکتوب الیہ
کو تلاش کرنا تو کہیں رہ گیا اس کے گھر جانا بھی پسند نہیں
کرتے اور وہیں سے بیٹھے بٹھائے رسالہ واپس کر دیتے
ہیں - کئی رسالے دو دو تین ماہ کے بعد واپس آتے ہیں - ان
کے اوپر کی پتہ والی چٹ بھی حوادث سفر کی نذر ہو گئی ہوتی
ہے - آخر وہ کسی کا رسالہ ہو گا - جو بدقسمتی سے اس کو تین مہینے
تلاش کرنے کے بعد گھر کو واپس آ گیا - اس بدقسمتی کا تذکرہ کرتا ہے
تو ہم پر کہ تم رسالہ نہیں بھیجتے - تمہارے دفتر کا انتظام
صحیح نہیں ہے - رسالہ باقاعدہ بھیجو ورنہ ہم علی پور شریف
جو امیر الملت پیر اختر حسین شاہ صاحب سے آپ کی شکایت
کریں گے وغیرہ وغیرہ - امید ہے اس تحریر کے پڑھنے کے
بعد ہمارے کرم فرما ہم کو کسی حد تک بے قصور سمجھنے لگیں گے

(باقی برصفحہ)

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ۔ سلسلہ نقشبندیہ میں ملک ولایت کے آفتاب، اور طریقت کے والی علم وعرفان کے بحرِ بے کنار زمانہ کے قطب اور غوث ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ آپ ہی کے میخانہ معرفت کے جرعہ نوش اور تربیت یافتہ ہیں۔ آپ کے حالات آپ کی اولاد سے خواجہ سید انیس حسن صاحب بقائی سجادہ نشین آستانہ بقایہ نے بڑی تحقیق سے لکھے اور بمبئی کے ہفتہ وار اخبار نئی روشنی میں چھپے۔ آپ نے ۱۵ جون ۲۲ مئی کو ہمیں بھیجا ہے کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے یہ حالات ماہنامہ انوار الصوفیہ میں شائع کئے جائیں تاکہ سلسلہ نقشبندیہ کیساتھ وابستہ لوگ اس سے اپنے قلب و روح کو روشن کریں: ذیل میں ہم آپ کا تذکرہ درج رسالہ کرنے کا فخر حاصل کرتے ہیں: آخیر میں ہم سید انیس حسن کی اس کرم فرمائی کا خلوص و قلب سے شکریہ ادا کرتے ہیں: امید ہے کہ آئندہ بھی رسالہ کو اپنے روشن خیالات سے مستفیض فرماتے رہا کریں گے:

(اڈیٹر)

آج میں روحانیت کے اس آفتاب کے حالات زندگی لکھنے کا فخر حاصل کر رہا ہوں جس نے افق کابل سے طلوع ہو کر اپنی روشنی بلخ ماوراء النہر ترکستان یعنی وسط ایشیا اور تیرہ و تار ہندوستان میں پہنچا کر سلسلہ نقشبندیہ کے جھنڈے اطراف عالم میں گاڑ دیئے اور جس کی تبلیغ وحدت کے دریا سے حضرت شیخ سرہندی نے اپنی تشنگی بجھائی۔ اور جس کی تعلیم و رہنمائی سے حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ ہوئے اور جن کے [illegible] انوار سے آج بھی وہ فیض عام جاری ہے۔ کہ صدیاں گزر جانے کے بعد بھی حالی [illegible] آنے والے [illegible]

حضرت جدی و مولائی خواجہ محمد باقی کو ہندوستان میں حضرت مکنگیؒ نے بھیجا تھا۔ جس وقت مذہب کے ٹھیکیداروں نے جہل و تقلید اور ہوا پرستی کا نام مذہب رکھ چھوڑا تھا۔ اور نفس کے بتوں کی پوجا کرنے والوں نے [illegible] دین کو حکمت اور اجتہاد کا لباس پہنا دیا تھا۔ شریعت کو طریقت سے جدا بتا کر مریدوں میں خود پرستی پیدا کر دی تھی اور اس وقت بھی یہی عالم تھا جو آج ہے۔ کہ مسجدوں کی محرابیں اخلاق سے اور خانقاہیں [illegible] اس وقت اکبر اعظم ہندوستان میں حکمران تھا۔ اور بے دینی کا دور دورہ تھا جو کچھ سنتے آج ہیں وہ [illegible] کے زمانے میں تھی۔

حضور خواجہؒ نے ہندوستان پر نزول اجلال فرما کر چھینی ہوئی عزت خانقاہوں کو واپس دلائی شریعت اور طریقت کے امتیاز کی حقیقت واضح کی اور خود پرستی کے ان بتوں کو توڑ کر چکنا چور کر دیا جنہوں نے شریعت اور طریقت میں فتنہ عظیم برپا کر رکھا تھا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ صرف یہی نہیں کیا۔ بلکہ علماء سوء کے سر کچل کر رکھ دیئے۔ جنہوں نے اسلامی تعلیم کو اپنے مفاد کیلئے بدل ڈالا تھا۔ جن کا ظاہر کچھ تھا باطن کچھ جو پرلے درجہ کے منافق تھے سچ تو یہ ہے کہ آج بھی ایسے ہی منافقوں کی اکثریت ہے بلکہ میں اگر یہ کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ آج کے کاسہ لیسوں اور منافقوں نے اس زمانہ کے منافقوں کاسہ لیسوں اور ایمان فروشوں کو بہت پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ جس کی وجہ سے دنیا میں عام تباہی مچی ہوئی ہے۔

جدی و مولائی خواجہ جہان

ولادت باسعادت فانی فی اللہ باقی باللہ

حضرت خواجہ رضی الدین بخاریؒ نے ۵ ذی الحجہ ۱۱۹۷ھ میں مقام کابل نزول اجلال فرمایا۔ سن بلوغ تک پہنچنے سے قبل ہی حضورؒ نے کتب درسیہ کی تکمیل حضرت مولانا محمد صادقؒ سے کی۔ لیکن آتش علم سرد نہ پڑی روحانیت کی جو آگ لگ چکی تھی اس کو بجھانے کے لئے حضور خواجہ نے مختلف اوقات میں سفر کئے اور بار بار کئے۔ اس عشق میں خانقاہوں کے طواف کئے۔ اونچی اونچی دوکانوں پر جھکے پھیکے پکوان دیکھے۔ اور کہیں تسکین نہ ہوئی۔

حضورؒ کی والدہ ماجدہ جو بذات خود رابعہ وقت تھیں) سے اپنے بچہ کی یہ تکلیف اور تڑپ نہ دیکھی گئی تو آپ نے اس عاجز نواز قدوس کی بارگاہ میں انتہائی گریہ وزاری کیساتھ ہاتھ اٹھائے اور زبان فیض ترجمان سے فرمایا یا اللہ میرے بچہ کے مقصد میں کامیابی عطا فرما یا مجھے موت دیدے اس کی بیقراری دیکھنے کی مجھ میں طاقت نہیں۔

یوں تو ہر ماں کی دعا اپنی اولاد کے حق میں تیر ہدف ثابت ہوتی ہے۔ لیکن وہ ماں جو ولیہ کاملہ ہو اس کی دعا کیوں نہ قبول ہو۔ چنانچہ نتیجہ یہ ہوا کہ راستہ سے تمام کانٹے ہٹ گئے۔ حجابات پردے اٹھ گئے تجلی ذات کا ظہور ہوا۔ جس کا اقرار حضورؒ نے ہمیشہ ان الفاظ میں کیا۔

"میری تمام کشائش میری والدہ محترمہ کی دعا سے ہوئی"

سلوک و مجاز کی تمام منزلیں طے کرنے کیلئے بعد ریاضت و مجاہدہ ضروری اور لازمی ہے۔ چنانچہ اس میں بھی آپ نے محنت شاقہ برداشت فرمائی اور دس برس کی عمر میں آپ کے علم و فضل زہد و تقویٰ کی شہرت چار دانگ عالم میں ہوگئی۔ غزنی قندھار، بلخ بخارا اور سمرقند کے ضرورت مند دور دراز کا سفر طے کر کے آتے۔ اور دربار باقی میں سے فیض یاب ہو کر جاتے۔ خالی ہاتھ آتے اور دامن مراد بھر کر لے جاتے۔

حضور خواجہؒ کے نسب شریف کا تذکرہ:

جس طرح حسن خداداد زیور کا محتاج نہیں ہوتا۔ لیکن زیور سے اس میں زیبائش اور زیبائش سے چمک پیدا ہوتی ہے بالکل اسی طرح درگاہ الٰہی کے مقرب بزرگوں کو نسبت

کی حاجت نہیں - بقول حضرت مولانا جامیؒ کے ؎

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی!

کہ درین راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

لیکن شرافت ذاتی کے ساتھ ساتھ شرافت نسبی بھی یکجا ہو جاتے تو نور علیٰ نور ہے - اس دور الحاد و بدعت میں بعض تنگ نظر شرافت نسبی کو بے اصل چیز سمجھتے ہیں اور اِن اکرمکم عند اللہ اتقاکم سے استدلال لاتے ہیں - اس آیت کریمہ میں عند اللہ کی قید احترازی سے صاف ظاہر ہے کہ تقویٰ اور پرہیزگاری ایک صفت ہے جو کوشش اور توبہ سے حاصل ہو سکتی ہے - مگر ذاتی شرافت اور بزرگ زادگی ایسی صفت ہے جو محض عطیہ الٰہی ہے - ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء - قسمت ہی سے یہ دونوں صفتیں ایک ساتھ کسی صالح اور با اقبال بزرگ کی ذات میں پائی جاتی ہیں - اور یہ دونوں صفتیں خدا کے فضل وکرم سے سیدی ومولائی فانی فی اللہ حضرت خواجہ باقی باللہ میں بدرجہ اکمل و اعلیٰ واتم پائی جاتی ہیں - حضور دینداری اور بزرگی کی سلطنت کے صاحب تقدر و منزلت بادشاہ تھے اور شرافت ونجابت کے آسمان کے آفتاب و ماہتاب -

حضورؒ کا سلسلہ نسب بائیس واسطوں سے کون ومکان کے پیشوا دونوں جہانوں کے آقا خدا کے محبوب اور محبوبوں کے مطلوب فخر بنی آدم، نبی اکرم تاجدار مدینہ، رسول اکرم محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک ان سلسلوں سے پہونچتا ہے -

رحمۃ للعلمین شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (۱)

بنت سیدہ خواتین جنت سراپا رحمت وعفت حضرت

فاطمۃ الزہراء زوجہ شیر خدا علی مرتضیٰ علیہ السلام	۲
ابنہا سیدنا حضرت امام حسین علیہ السلام	۳
" " " " زین العابدین رحؒ	۴
" " " " باقر رضی اللہ عنہ	۵
" " " " جعفر صادق رضؓ	۶
" " " " موسیٰ کاظم رضؓ	۷
" " " " موسیٰ رضا رحؒ	۸
" " " " امام تقی رحؒ	۹
" " " " امام علی نقی رحؒ	۱۰
" " " " مولائی سید جعفر زکی خلیل رحؒ	۱۱
" " " " علی اصغر رحؒ	۱۲
" " " " سید عبداللہ رحؒ	۱۳
" " " " سید محمود رحؒ	۱۴
" " " " سید احمد رحؒ	۱۵
" " " " سید محمد رحؒ	۱۶
" " " " سید حسن رحؒ	۱۷
" " " " سید حسین رحؒ	۱۸
" " " " قاضی اکبر سید رحؒ	۱۹
" " " " سید عبداللہ رحؒ	۲۰
" " " " عبدالسلام رحؒ	۲۱

ابنہ سید السادات آیت من آیات اللہ حضرت سید رضی الدین احمد باقی باللہ نور اللہ مرقدہٗ - ۲۲

۱۰۰۰ھ مطابق ۱۵۸۸ء میں

شادی خانہ آبادی: آپ کی شادی خانہ آبادی کابل کے ایک ممتاز خاندان میں ہوئی جس سے آپ کے دو نرینہ فرزند حضرت خواجہ عبید اللہ رحمہ عرف خواجہ کلاں اور حضرت خواجہ عبید اللہ رحمہ عرف خواجہ خورد ہوئے ایک صاحبزادی امت الباقی پیدا ہوئیں۔

ہندوستان میں ورود مسعود: حضرت کو عبادت ریاضت کا بیحد شوق تھا۔ چنانچہ ایک روز خواب میں حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نے بشارت دی میاں صاحبزادے تمہاری پیاس خواجہ امکنگی رحمہ سے بجھے گی۔

مطلب یہ تھا کہ جو کمی اور کمی سلوک اور معرفت میں رہ گئی ہے وہ نقشبندیہ سلسلہ کے قطب حضرت مولانا امکنگی رحمہ سے پوری ہوگی۔ دوسرا خواب پھر حضور باقی رحمہ نے دیکھا کہ حضرت مولانا خواجہ امکنگی فرما رہے ہیں۔ کہ

میاں صاحبزادے کب تک تم ادھر ادھر پھرتے رہو گے۔ میں تمہارے انتظار میں ہوں میرے پاس آؤ۔"

اب کیا تھا۔ حضرت خواجہ باقی رحمہ کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اور آپ نے ان بشارتوں سے خوش ہو کر بے اختیار یہ شعر پڑھا۔

می گزشتم ز غم آسودہ کہ ناگہ ز کمیں
عالم آشوب نگاہے کہ سر راہم گرفت

حضور خواجہ باقی رحمہ خوشی خوشی حضرت مولانا خواجہ امکنگی رحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تین دن اور تین رات آپ کے ساتھ خلوت میں رہ کر معرفت والقاء کی وہ لازوال دولت حاصل کی جو برسوں کی محنت سے بھی میسر نہیں آتی۔ اس سے آپ کی بے قراری کو سکون نصیب ہوا۔ اور والدہ محترمہ کی دعاؤں کا یہ ادنیٰ کرشمہ تھا۔ سینہ علم کی روشنی سے منور ہوگیا۔ اور جب تمام منزلیں طے ہوگئیں۔ تو حضرت خواجہ امکنگی نے فرمایا۔

"اب تمہارے لئے تمام راستے کھل گئے ہیں۔ ہندوستان میں تمہاری ضرورت ہے کہ اس سرزمین پر کفر و ظلمت کے اندھیرے کو دور کرنے کا کام تمہارے ذمہ ہے نقشبندی تعلیم سے اس سرزمین کو مالامال کرنا ہے۔ خدا کی ایک خاص مصلحت ہے کہ تم ہندوستان جاؤ۔"

حضرت خواجہ باقی باللہ نے پیر کے حکم کی تعمیل میں کمر ہمت باندھی اور خواجگان نقشبند کے تصرف سے سفر کی تمام مشکلات دور ہوگئیں۔ اس زمانہ میں سفر کی یہ سہولتیں تو نہیں تھیں بہت ہی دشوار گذار راستوں سے پاپیادہ آنا پڑتا ہے۔ چنانچہ کابل کے دشوار گذار راستوں سے حضرت سب سے پہلے پشاور تشریف لاتے۔ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور ہندوستانی عوام نے جوق در جوق آپ کی بیعت میں حاضری دے کر سلسلہ نقشبندیہ میں شامل ہونا شروع کر دیا۔ سلسلہ نقشبندیہ کا ڈنکا بجا کر کچھ دنوں بعد آپ لاہور تشریف لائے اور یہاں بھی لاکھوں بندگان خدا کو فیض پہنچایا اور یہاں بھی پشاور کی طرح حضور کے علم و فضل اور کرامتوں کی شہرت بام عروج پر تھی۔ اور آپ کے سلسلہ کا فیضان حاصل کرنے کے لئے بکثرت مرید شامل سلسلہ ہوئے۔ اور یہ وہ وقت تھا۔ جب کہ پنجاب کے چپہ چپہ پر آپ کی شہرت کا ڈنکا

نچ چکا تھا۔ تبلیغ اسلام کی راہیں کھل چکی تھیں۔ چنانچہ آپؒ
نے ایک روز حضرت داتا گنج بخشؒ کے آستانہ مبارک
پر چلہ کشی بھی فرمائی۔ اور آپ نے ایک شب
خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ امکنگی فرما رہے ہیں کہ

"اب دلی روانہ ہو جاؤ"

آپ اپنے پیر کا حکم پاتے ہی دہلی تشریف لے آئے
اور وہیں پہنچ کر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے آستانہ
مبارک پر چلہ کشی فرمائی اور اس چلہ کشی میں نو غیبی کرامات
کا بکثرت ظہور ہوا۔ اس کے بعد آپ نے فیروز شاہ کے قلعہ
میں قیام فرمایا۔ اور اس کے بعد اس ویرانے کو پسند کیا۔
جہاں آجکل آپ کا آستانہ شریف ہے۔ اور اسی جگہ سے فیض
کا چشمہ ابلنا شروع ہوا۔ جو آج تک جاری ہے۔ خلق اللہ
بکثرت رجوع ہوتی ہے۔ اور دور دور سے لوگ آتے ہیں
اور اپنی تشنگی بجھاتے ہیں۔

کراماتؒ: جب آپ پر نسبت باطنی طاری ہوتی۔
اس وقت یہ عالم تھا کہ جس طرف نگاہ
بھر کر دیکھ لیا کرتے تھے وہ مرغ بسمل کی طرح تڑپ جاتا تھا
طوالت کے خوف سے صرف دو واقع درج ذیل کرتا ہوں ملاحظہ
فرمائیں۔

۱۔ ایک مرتبہ ایک بڑا فوجی افسر آپ کی خدمت میں
حاضر ہوا۔ اور دروازہ کے باہر اپنا گھوڑا خدمتگار
کے سپرد کر کے قدم بوسی کیلئے حاضر ہوا۔ آپ کسی
ضرورت سے بیرون مکان تشریف لے جا رہے
تھے۔ اچانک حضور کی نگاہ اس خدمتگار پر پڑ
گئی۔ جونہی نظر سے نظر ملی اس پر ایک وجدانی کیفیت
طاری ہو گئی۔ اور وہ کپڑے پھاڑ کر ....
جنگل کی جانب نکل گیا۔

۲۔ آپ جمعہ کی نماز کے لئے جامع مسجد تشریف لائے یہاں
خطیب سے نظر ملی۔ خطیب بے خود ہو گیا۔ اور منبر
سے نیچے آگیا۔ خطبہ دوسرے خطیب نے پڑھا اور
نماز جمعہ حضورؒ خواجہ نے خود پڑھائی۔

عفو و درگذر کا جذبہ: اب ذرا حضور خواجہ باقیؒ کے
عفو و درگذر کے بھی چند واقعات
ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ خانقاہ باقیہ کے ایک درویش بے حد غریب تھے۔
چنانچہ ضرورت سے مجبور ہو کر اپنے درویش ساتھی کے
کچھ روپے لے لئے روپے لے کر جب وہ حجرے سے
باہر نکلا تو اس نے دیکھا کہ حجابات کے تمام پردے
اٹھ گئے اور حضورؒ خواجہ فرما رہے ہیں۔

"درویشوں کا یہ کام نہیں ہے"

درویش اپنے حجرے میں واپس آیا اور جہاں سے
روپیہ لیا تھا۔ اسی جگہ رکھ دیا۔ اور دربار میں
حاضر ہوا تو حضورؒ نے فرمایا۔
جو گذرنا تھا وہ گذر گیا۔ آئندہ خرچ کے وقت فقیر
سے کہا کرو اللہ تمہاری ساری ضرورتیں پوری کرا دیگا!
اس کے بعد اس فقیر کو کبھی بھی خرچ کی طرف سے
کوئی تکلیف نہ ہوئی۔

۲۔ خواجہ حسام الدین فرماتے ہیں کہ وہ ایک بزرگ کے
مزار پر چلہ کشی کر رہے تھے۔ کہ ایک روز آواز
آئی کہ:-

ہتی دستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل
کہ از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را!

یہ اس کی طرف اشارہ تھا کہ حضرت خواجہ باقیؒ نے پہلی بار ازراہ انکسار بیعت کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اور اب تم دہلی جاؤ جو کچھ ملے گا آستانہ باقیؒ ہی سے ملے گا وہ یعنی حضرت حسام الدین بیقرار ہو کر دہلی آئے اور حضرت سے مکرر درخواست کر کے سلسلہ میں داخل ہوئے۔

۳ - خراسان کا رہنے والا ایک درویش حضرت خواجہ کاکیؒ کے آستانہ پر چلہ کشی میں مصروف تھا۔ کہ حضرت خواجہ باقی کے آستانہ پہ آنے سے چند منٹ قبل حضور خواجہ کاکی نے بشارت دی کہ۔

اے طالب معرفت نقشبندیہ سلسلہ کے غوث آئے ہیں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر مقصد دلی حاصل کر۔

حضور خواجہ کے تشریف لاتے ہی خراسان کے درویش نے قدمبوسی کے بعد عرض کیا کہ۔

بڑی سرکار کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔ جو میری قسمت کا ہے دیجیئے ۔

دست از طلب ندارم تا کار من برآید
یا تن رسد بجاناں یا جاں ز تن برآید

حضور باقی نے فرمایا۔

میں کس قابل ہوں لیکن سرکار کے حکم سے سرتابی نہیں کی جا سکتی۔ آج رات کو تہجد کے وقت آنا حضرت خواجہ قطب سے تمہارا جو حصہ ملے گا۔ وہ تم کو پہنچ جائے گا۔

تہجد کے وقت وہ شخص آیا اور آپ کی جناب میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے اس کو داخل سلسلہ کیا۔

حضور خواجہ کا استغناء:

آپ کے استغناء کی یہ حالت تھی کہ دنیا آپ کے قدموں پر گرتی تھی۔ لیکن آپ کو پرواہ نہ تھی۔ آپ ٹھکرا دیا کرتے تھے۔ اس سلسلے کے واقعات بھی ملاحظہ فرمائیے:

۱ - ایک شخص امتحان کی غرض سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور جواہرات وغیرہ اپنے ساتھ بکثرت لایا تھا۔ پیش کئے حضور نے قبول فرمانے سے انکار کر دیا۔ اس نے اصرار کیا ادھر سے انکار بڑھا اور اس کی طرف سے اصرار بڑھا۔ آپ نے مصلے کا کونا اٹھا کر اس سے کہا "دیکھو" اس شخص نے دیکھا مصلے کے نیچے سونے چاندی کا دریا بہہ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ فقیروں کا امتحان نہ لیا کرو۔

۲ - عبدالرحیم خاں خانان اکبر اعظم کا کمانڈر ان چیف تھا۔ اس نے دس ہزار اشرفیاں آپ کے لنگر کے خرچ کیلئے بھیجیں تو آپ نے انتہائی حقارت سے واپس کرتے ہوئے فرمایا۔

جو روپیہ خلق اللہ کو ستا کر ظلم اور جبر سے حاصل کیا جاتے وہ ہمارے لنگر خانہ کے درویشوں کا دل سیاہ کر دے گا۔

۳ - ایک عورت کا تین چار سال کا بچہ اونچی دیوار سے گر پڑا اور گرتے ہی اس کی حالت غیر ہو گئی۔ اس نے مشہور اطبا کو دکھایا۔ لیکن ہر طرف سے مایوسی ہوئی۔ اطبا نے جواب دیدیا۔ لیکن ماں نے ہمت نہ ہاری اور حضور خواجہ کے دربار میں بچہ کو

داڑھی اسلام کا شعار عظیم ہے

زمانہ گذشتہ میں خلاف شریعت قدم اٹھانے والے حیرت کی نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے۔ لوگوں کی انگشت نمائی کا انہیں خطرہ رہا کرتا تھا۔ خلاف شرع امور کے ارتکاب پر انہیں جھجک محسوس ہوتی تھی مگر اب چونکہ شیطانیت و نفسانیت کا کافی غلبہ ہو چکا ہے اس لئے لوگ بڑے سے بڑے جرم کا ارتکاب کرتے ہوئے کچھ خوف محسوس نہیں کرتے۔ بلکہ ضمیر اتنا مردہ ہو چکا ہے کہ شریعت کی نافرمانی کرتے ہیں اور یہ احساس نہیں کہ ہمارے اس فعل سے اللہ ناراض ہوں گے جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چنانچہ داڑھی جو مقدس اسلام کا شعار عظیم ہے۔ اس کے منڈوانے والے کوئی شرم و حجاب محسوس نہیں کرتے حالانکہ ڈارھی منڈوانا یا ایک مشت سے کم رکھنا حرام ہے۔ داڑھی کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ جو شخص نماز باجماعت وغیرہ دیگر احکام شرعیہ کا پابند ہو تا جائز امور سے پرہیز کرتا ہو۔ لیکن باایں ہمہ داڑھی منڈواتا ہو یا داڑھی ایک مشت سے کم کراتا ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنی ناجائز۔ اس کی شہادت مردود اور خود وہ فاسق معلن ہے حدیہ ہے کہ جو ڈارھی منڈا کسی داڑھی منڈے کے پیچھے نماز پڑھ لے تو اس کی نماز بھی مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔ یعنی اس نماز کو دہرانا لازم ہے۔ اور یہ نماز کا دہرانا اس لئے نہیں کہ وہ داڑھی منڈا ہے۔ بلکہ اس لئے ہے۔ کہ اس نے ایک داڑھی منڈے کے پیچھے نماز ادا کی۔

اللہ تعالیٰ کا قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے۔ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝

یعنی حق واضح ہو جانے پر جو رسول کے خلاف کرے اور مسلمانوں کی راہ چھوڑ کر دوسری راہ چلے تو ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور جہنم میں ڈالیں گے۔ اور جہنم کتنا برا ٹھکانا ہے۔

مسلمان تو مسلمان کفار تک جانتے ہیں کہ روز ازل سے مسلمانوں کی راہ داڑھی رکھنی ہے۔ اہل بیت کرام۔ صحابۂ عظام، ائمہ اعلام اور ہر زمانے اور ہر طبقے کے اولیائے امت و علمائے امت بلکہ قرون خیر میں تمام مسلمان داڑھی رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ ازالہ تو ازالہ یعنی داڑھی منڈانا خشخشی کرانا درکنار اگر خلقتاً کسی کی داڑھی نہ ہوتی تو وہ اس پر سخت افسوس کرتا اور یہ ہر عیب سے بدتر عیب سمجھا جاتا۔ علمائے کرام علامات قیامت میں گنا کرتے کہ آخر زمانے میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے۔ جو داڑھیاں منڈائیں گے کترائیں گے۔ اس پیشین گوئی کے مطابق یہ داڑھی منڈوں، خشخشوں، کترشوں کی

تراشیں، خراشیں کافروں مشرکوں کی دیکھا دیکھی مدتہا مدت کے بعد مسلمانوں میں آئیں۔ وہ بھی رند، اوباش، اور بد وضع لوگوں میں پھر ان میں بھی ایمان سے حصّہ رکھتے ہیں۔ اب تک بھی اپنی اس حرکت کو دوسرے گناہوں کی طرح برا جانتے ہیں اور طریقۂ اسلامی کے خلاف سمجھتے ہیں۔ بلکہ ان میں بعض خوش عقیدہ اپنے پیشوایانِ دین کے سامنے جانے سے بچاتے انہیں منہ دکھاتے شرماتے ہیں۔ الحمد اللہ یہ ان کے ایمان کی بات ہے۔ شامتِ نفس گناہ کریں۔ لیکن اسے گناہ و قبیح جانیں مگر چوری اور سینہ زوری والوں سے خدا کی پناہ داڑھی رکھنے والوں پر قہقہہ اڑائیں اور شعار اسلام کے ساتھ خود اسلام و ایمان بھی مونڈ کر پھینکدیں۔

یہ آیتِ کریمہ ان حضرات کے لئے تازیانۂ عبرت وعذاب ہے۔ جو داڑھی منڈانے کو قبیح نہیں سمجھتے اور براہ عیاری کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں داڑھی رکھنے کا حکم کہاں ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو قرآن مجید سے کیا مطلب۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر ان لوگوں کو قرآن شریف ہی کے حکم پر چلنا ہے۔ تو بتائیں کہ قرآن مجید میں داڑھی منڈانے کا کہاں حکم ہے۔ اب تیسری بات یہ ہے غور سے پڑھیئے۔ اور دھیان دیجئے داڑھی رکھنا اہل بیت کرام، وصحابۂ عظام اور ائمۂ اعلام سے لیکر اب تک کے تمام متبع شریعت مسلمانوں کا طریقہ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ جو مسلمانوں کی راہ چھوڑ کر دوسرا رستہ چلے اس کو ہم جہنم میں ڈالیں گے۔ تو چونکہ داڑھی منڈانا متبع شریعت مسلمانوں کی عادت و دستور کے خلاف ہے اس لئے خود قرآن مجید ہی سے ثابت ہوگیا کہ داڑھی منڈانے والا مستحق جہنم ہے۔ لیکن ہم ایسے لوگوں سے گفتگو بے سود سمجھتے ہیں۔ اور ان مسلمانوں کو مخاطب کرنا چاہتے ہیں جن کے دلوں میں اسلام و ایمان باقی ہے۔

اب ہم شیخ الاسلام حضور پر نور اعلیٰ حضرت شاہ محمد احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدس کتاب لمعۃ الضحیٰ فی اعفاء اللحی ص ۲۶ و ص ۲۷ سے چند احادیث کریمہ نقل کر کے مخلص مسلمانوں کے سامنے پیش کرتے ہیں تاکہ ان حدیثوں کی برکت سے شیطان ملعون دفع ہو جائے اور مسلمان ان حدیثوں کو غور سے پڑھ کر داڑھی منڈانے اور ترشوانے سے سچی توبہ کرلیں وباللہ التوفیق۔

حضرات محدثین امام مالک، احمد، بخاری، مسلم ابوداؤد، ترمذی، نسائی۔ ابن ماجہ اور طحاوی حضرت عبداللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: خالفوا المشرکین احفوا الشوارب واوفروا اللحیۃ۔

یعنی مشرکوں کی مخالفت کرو (یوں کہ) مونچھیں خوب پست کرو اور داڑھی کثیر و افر رکھو (ھذا لفظ الصحیحین)

صحیح بخاری کی ایک روایت میں یوں ہے انھکوا الشوارب واعفوا اللحی مونچھیں کتاؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ۔

مسلم، ترمذی، ابن ماجہ اور طحاوی کی ایک روایت اس طرح ہے احفوا الشوارب واعفوا اللحی مونچھیں خوب پست کرو اور داڑھیاں چھوڑ رکھو۔

ایک روایت مسلم و ترمذی میں یوں ہے ان رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امر باحفاء الشوارب واعفاء اللحی بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا مونچھیں خوب پست کرنے اور داڑھیاں چھوڑ رکھنے کا۔

صحیح مسلم میں حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جزوا الشوارب وارخوا اللحی خالفوا المجوس یعنی مونچھیں کترو۔ اور داڑھیاں بڑھنے دو (اس طرح) مجوسیوں کی مخالفت کرو۔

شرح معانی الآثار میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں احفوا الشوارب واعفوا اللحی ولا تشبہوا بالیہود

یعنی مونچھیں خوب پست کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ یہودیوں جیسی صورت نہ ہو۔

کتاب الخمیس فی احوال انفس نفیس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وغیرہ کتب معتمد میں ہے کہ جب حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہدایت اسلام کے فرامین بنام سلاطین جہاں روانہ فرمائے۔ قیصر شاہ روم نے تصدیق نبوت کی۔ مگر دنیا کی لالچ کے سبب اسلام نہ لایا۔ مقوقس شاہ مصر نے نامہ مبارک کی کمال تعظیم کی اور ہدایا حاضر بارگاہ رسالت کیے۔ نجاشی ایران خسرو پرویز نے فرمان اقدس چاک کر دیا اور صوبہ یمن کے حاکم باذان کو لکھا کہ دو سخت جان قسم کے آدمی بھیج کر پیغمبر عرب کو یہاں ایران روانہ کرو۔ باذان نے اپنے داروغہ

بابویہ اور ایک پارسی خرخسرہ نامی کو مدینہ طیبہ روانہ کیا یہ دونوں جب بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے داڑھیاں منڈائے اور مونچھیں بڑھائے ہوئے تھے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان دونوں کی طرف نظر فرماتے کراہت آئی اور فرمایا خرابی ہو تمہارے لئے کس نے تمہیں ڈاڑھی منڈانے اور مونچھیں بڑھانے کا حکم دیا وہ بولے ہمارے رب یعنی خسرو پرویز نے حضور اقدس نے فرمایا مگر مجھے تو میرے رب نے داڑھی بڑھانے اور لبیں تراشنے کا حکم دیا ہے۔

مسلمان ہاں مسلمان اس حدیث کو یاد رکھیں کہ بابویہ اور خرخسرہ اس وقت تک اسلام نہ لائے تھے۔ ان کی یہ وضع دیکھ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی صورت دیکھنے سے کراہیت کی تو جو مسلمان احکام حضور جان بوجھ کر سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف مجوسیوں کے موافق ایسی گندی صورت بناتے وہ کس قدر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کراہیت و بیزاری کا باعث ہوگا۔

آدمی جس حال پر مرتا ہے اسی حال پر اٹھتا ہے، اگر روز قیامت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ مجوسی جیسی شکل و صورت دیکھ کر نگاہ فرمانے سے کراہیت فرمائی تو یقین جان کر نیز اٹھکانا نہیں نہ رہا۔ مسلمان کی پناہ امان نجات۔ اور رستگاری جو کچھ ہے۔ ان کی نظر رحمت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ اس بری گھڑی سے کہ وہ نظر فرماتے کراہیت لائیں۔ والعیاذ باللہ ارحم الرحمن۔

قلت صفحات کے باعث ہم صرف حدیثوں پر اکتفا کرتے ہیں ان احادیث کریمہ سے کئی باتیں واضح طور سے

ثابت ہوئیں۔ اول یہ کہ داڑھی مونچھیں رکھنا اور مونچھیں پست کرنا مسلمانوں کے لئے لازمی ہے۔ دوم یہ کہ داڑھی منڈانا اور مونچھیں بڑھانا مشرکوں، مجوسیوں اور یہودیوں کا کام ہے۔ سوم یہ کہ مسلمانوں کو داڑھی منڈا کر یا لبیں بڑھا کر یہودیوں اور مجوسیوں کی شکل بنانا نہ چاہیئے۔ چہارم یہ کہ حضور جانِ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس مسلمان سے بہت سخت بیزار ہیں۔ جو داڑھی منڈاتا، یا لبیں بڑھا کر رکھتا ہو۔

امام کمال الدین محمد بن ہمام فتح القدیر میں علامہ زین بن نجیم مصری بحر الرائق میں علامہ ابوالاخلاص حسن بن عمار غنیۃ ذوی الاحکام میں علامہ محمد بن علی دمشقی درِ مختار میں علامہ سیدی احمد مصری حاشیہ مراقی الفلاح میں فرماتے ہیں المعنی للکل واللفظ لحاشیۃ الدر والعر الاخذ من اللحیۃ وھی دون القبضۃ کما یفعلہ بعض المغاربۃ ومخنثۃ الرجال فلم یبحہ احد واخذ کلھا فعل المجوس الاعاجم والیھود والھنود وبعض اجناس الافرنج۔

(لمعۃ الضحیٰ فی اعفاء اللحی صفحہ ۲)

یعنی جب داڑھی ایک مشت سے کم ہو تو اس میں کچھ لینا جس طرح بعض مغربی اور زنانہ مخنث کرتے ہیں، یہ کسی کے نزدیک [illegible]

اور بعض [illegible] کا فعل ہے۔

قارئین حضرات اس مختصر بیان سے اندازہ کر لیا ہوگا کہ قرآن و حدیث سے داڑھی رکھنے کی کتنی سخت تاکید ثابت ہے لیکن داڑھی منڈانے والوں کو شیطان مردود نے بہت بڑی اور عجیب اکڑ بنا دیا ہے وہ بلا تکلف کہہ جاتے ہیں کہ داڑھی رکھنا کوئی ضروری کام نہیں اور اسلام داڑھی رکھنے میں منحصر نہیں ہے۔ ان اندھی عقل والوں سے میں پوچھتا ہوں کیا داڑھی منڈانا کوئی ضروری کام ہے۔ کیا داڑھی منڈانے میں اسلام منحصر ہے۔ اگر نہیں، ہاں واقعی نہیں تو وہ کیوں داڑھی منڈانے کے عادی ہیں۔ اور پھر اگر داڑھی رکھنا ضروری نہ ہوتا تو حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بار بار داڑھی کے لئے تاکید کیوں فرماتے اور منڈانے والوں سے کیوں بیزار رہتے ــــــ شیطان کے محکوم بعض داڑھی منڈے یہ بھی کہتے ہیں کہ پچھتر فیصدی داڑھی رکھنے والے قسم قسم کی برائیوں میں مشغول رہتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ داڑھی رکھ لینے سے انسان میں برائیوں کا مادہ پیدا ہوتا ہے ـــــ یہ بھی شیطان کا ایک سنگین فریب ہے کیونکہ اگر داڑھی رکھنے سے انسان میں برائیوں کا مادہ پیدا ہوتا۔ تو سرکارِ انبیاء حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم داڑھی کے لئے ہرگز ہرگز تاکید نہ فرماتے حالانکہ حضور نے سخت تاکید فرمائی ہے۔ پھر اگر بعض داڑھی والے بعض برے کاموں میں مشغول رہتے ہیں تو اس کا سبب داڑھی نہیں ہے۔ بلکہ ان کا نفس امارہ ان کو برائیوں کی طرف ابھارتا رہتا ہے اور اگر داڑھی ہی برائیوں پر آمادہ کرتی ہے تو سو فیصدی داڑھی منڈے کیوں طرح طرح کے خلاف شریعت امور میں مشغول رہتے ہیں اور یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم کہ داڑھی ہی برائیوں پر آمادہ کرتی ہے۔ تو سو فیصدی داڑھی منڈے کیوں طرح طرح کے خلاف شریعت امور میں مشغول رہتے ہیں۔ اور یہ امر بھی نہایت قابلِ غور ہے۔ کہ اگر کوئی غیر مسلم داڑھی منڈے مسلمان سے کہے کہ میں بھی تو اسلام ضرور قبول کر لیتا مگر دیکھتا ہوں کہ سو فیصدی مسلمان خدا و رسول کی صریحاً خلاف ورزی کرتے ہیں اور طرح طرح کے برے کاموں میں لگے رہتے ہیں

تو اس کو داڑھی منڈا مسلمان یہی جواب دے گا کہ تم اسلام ضرور قبول کرلو۔ اسلام برائیوں سے روکتا اور اچھی باتوں کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ نوے فیصدی مسلمان اپنے شامتِ نفس کی وجہ سے گناہوں میں ملوث رہتے ہیں۔ ان کے اعمال شنیعہ کا اسلام ذمہ دار نہیں یونہی میں کہتا ہوں کہ داڑھی بُرے کاموں پر نہیں اُبھارتی بلکہ تجربہ شاہد ہے کہ داڑھی بُرے کاموں پر شرم دلاتی ہے، ہاں جس کی حیاء کا قطرہ ڈھلک چکا ہو اس کی کوئی بات نہیں تو داڑھی کو بُرے کاموں کا سبب بتانا ایسا ہی ہے، جیسے کوئی معاذ اللہ مقدس اسلام کو بُرے کاموں کا سبب قرار دے۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ عظیم میں ارشاد فرماتا ہے :-

یاایھا الذین امنو لا تحلو شعائر اللہ یعنی اے ایمان والو۔ دینِ خدا کے شعاروں کو حلال نہ ٹھہرالو۔

شعائر کہتے ہیں نشان اور علامت کو، مطلب یہ ہے کہ جو چیز دینِ اسلام کا نشان ہو اس کا مٹانا بحکم قرآن مجید ناجائز و حرام ہے، مثلاً ختنہ اسلام کا شعار ہے اس کو باقی رکھنا مسلمانوں پر فرض ہے، یونہی داڑھی جو ختنہ سے بھی بڑھ کر ہے نشانِ اسلام و شعارِ دین ہے۔ اس کو زائل کرنا ختم کردینا مسلمانوں کے لئے حرام ہے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ دین کے اس شعارِ عظیم کو ختم کرنے اور بالکل مٹا دینے کے لئے خود مسلمان ہی تلے ہوئے ہیں اور ان میں جو حکمران طبقہ ہے وہ تو گویا اس شعارِ مقدس کو نیست و نابود کرکے دفن کرچکا ہے، چنانچہ مسلم ممالک کے وزراء و سفراء اور صدر مملکت کو آپ داڑھی منڈا ہی پائیں گے، کیونکہ اگر وہ قرآن مجید کے حکم کے مطابق داڑھی رکھ لیں تو پھر وزارت، سفارت کے وہ اہل نہ رہ جائیں گے۔ غالباً انہوں نے سمجھا ایسا ہی ہے

یونہی غیر مسلم ممالک میں جن مسلمانوں کا تعلق سیاست و حکومت سے ہے وہ بھی اس شعارِ اسلام کے عملاً مخالف ہیں، یہ مغرب کا زہریلا اثر ہے کہ عہدِ حاضر کا یورپ زدہ مسلمان داڑھی کو تہذیب و تمدن کے خلاف سمجھتا ہے، اسے داڑھی رکھنے میں اپنی ذلت و خفت نظر آتی ہے، چنانچہ اگر آپ کالج و یونیورسٹی کے مسلم طلبہ، ماسٹر اور پروفیسر کو دیکھیں گے تو وہ داڑھی منڈے نظر آئیں گے، اسی طرح مسلم لیڈر، ڈاکٹر ایڈیٹر، انجینیر، جج، بیرسٹر، کپتان، کلکٹر، سپلائی افسر اور گورنر وغیرہ حضرات مغربی اثر سے متاثر ہونے کے باعث داڑھی کو اپنی شان و شوکت کے خلاف سمجھتے ہیں۔ ان کے خیال میں داڑھی رکھنا صرف ان کا کام ہے جو بدھو، نکھٹو، خیراتی، جمراتی قسم کے لوگ ہیں۔

حد یہ ہے کہ ان مہذب حضرات میں جو نماز اور تلاوت قرآن کے پابند ہیں ان پر بھی چھاپ اتنی گہری ہے کہ داڑھی منڈانے میں وہ ذرا سا بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔ فلاں صاحب اچھے خاصے مسلمان ہیں۔ اسلامیات سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔ لیکن داڑھی وہ بھی منڈاتے ہیں۔ انکا خیال ہے کہ اگر میں داڑھی رکھ لوں تو دوسرے افسران ملا قسم کا سمجھ کر مجھ کو حقارت و ذلت کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ مہذب سوسائٹی میں میری پوزیشن گر جائے گی۔ یونہی بہتیرے مسلم افسران ہیں جو صرف موجودہ سوسائٹی میں جذب ہونے کے باعث اس شعارِ دین کو ذبح کرتے ہوئے کچھ بھی ترس نہیں کھاتے کیونکہ ان کے ذہن و فکر پر مغربیت کا قبضہ ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ مسلمان کا ترجمہ ہے غلام مصطفےٰ (صلی اللہ

تعالی علیہ وسلم) اور سرور محبوب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا غلام اپنے آقا و مولی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے کبھی کہ کسی مہذب سوسائٹی سے ہرگز ہرگز موافقت نہیں کر سکتا)

حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ موجودہ سوسائٹی کی ذہنی غلامی میں مبتلا ہیں وہ اگرچہ اپنے کو مسلمان کہتے اور سمجھتے ہیں۔ لیکن نہ تو ان کا دل مسلمان ہے نہ ان کا ذہن مسلمان ہے۔ نہ ان کی شکل و صورت مسلمان ہے اور نہ ان کا ذوق و مزاج مسلمان ہے۔ وہ عید کے دن عید گاہ میں ضرور آتے ہیں۔ مگر نہ اس لئے کہ دوگانہ واجب ہے۔ بلکہ رسم و رواج سمجھ کر۔ مغربی تہذیب نے ان کے ذہن سے آخرت کا تصور چھین لیا ہے۔ وہ دنیا کی ٹیپ ٹاپ ہی کو اپنا حاصل زندگی سمجھتے ہیں۔ مغربی تہذیب سے وہ اس قدر مانوس ہیں۔ کہ اسلامی تہذیب سے انہیں دحشت ہوتی ہے۔ بس اللہ تعالی جو ہدایت و توفیق کا مالک ہے۔ وہی کرم فرمادے تو کام بن سکتا ہے ورنہ تبلیغ و وعظ تو ایسے کے حق میں کچھ کارگر نظر نہیں آتا۔

اور ہاں میں یہ عرض کر رہا تھا کہ داڑھی جو اسلام کا مقدس شعار ہے اس کو مٹانے کیلئے خود مسلمان بُری طرح کوشاں ہیں۔ پھر اگر مغرب کی چمک دمک پر فریفتہ مسلمان اس شعار مقدس کی حفاظت کریں تو یہ خلاف قیاس نہیں۔ کیونکہ ان میں مغربی زہر سرایت کر گیا ہے۔ لیکن حیرت تعجب تو یہ ہے کہ اسلامیات کے ٹھیکیدار صاحبان اس شعار عظیم کی مخالفت پر کمربستہ نظر آتے ہیں۔ چنانچہ ہیں محاصرہ کے منکرین اسلام، انجمن تحفظ ناموس رسول کے مجاہدین اعلام، اسلامی تبلیغی جرائد کے ایڈیٹران اور دیگر مولانا مولوی صاحبان داڑھی منڈانے کے اتنے ہی پابند ہیں جتنا کھانے پینے کے۔ یونہی مزاروں کے سجادہ نشین اور خانقاہوں کے مشائخ حضرات بھی اس شعار مقدس کے خلاف علم بغاوت بلند کر رہے ہیں۔ اس قیامت کو بھی ملاحظہ کیجئے کہ عربی دینی مدارس کے صدر، ناظم اور دیگر اراکین بے نمازی داڑھی منڈے، فاسق معلن منتخب کیے جا رہے ہیں۔ الا مَنْ شَاءَ اللہ تعالی بھلا سوچو تو سہی کہ جس دینی ادارے کے کرتا دھرتا داڑھی منڈے اور فاسق ہوں گے۔ اس میں دینی روح کدھر سے آئے گی۔ اور اسلامی مزاج کہاں سے پیدا ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ آج کی مذہبی درسگاہیں دنیوی حیثیت سے خوب آراستہ پیراستہ ہیں۔ لیکن دینی اعتبار سے ان کی حیثیت ایک ایسے ویران خانہ کی طرح ہے۔ جس میں الو بولتا ہے۔

زمانہ کے انقلاب تو دیکھئے کہ جن مذہبی درسگاہوں میں قال اللہ و قال الرسول کا درس جاری ہے۔ وہاں کے طلبہ بھی داڑھی منڈانے اور کترانے کی مشق کر رہے ہیں۔ یہی وہ فاسق طلبہ ہیں۔ جو آئندہ عالم کہلوائیں گے۔ اور اسلامی تعلیمات کو بدنام کریں گے اور دین میں طرح طرح کے رخنے ڈالیں گے حاصل گفتگو یہ کہ ہر طبقہ کے مسلمان اس مقدس مسلمان عظیم کے خلاف اس طرح صف آرا ہیں کہ گویا اس کو نیست و نابود کرنے کے بعد ہی دم لیں گے لیکن مسلمانوں خوب غور کر لو اسلام کے شعار کو مٹانا خود اپنے کو مٹانا ہے۔ اور اگر تمہیں اپنا مٹنا گوارا نہیں تو عہد کرو اور قسم کھا کر کہو کہ ہم مقدس اسلام کے ہر شعار بالخصوص داڑھی کے ساتھ وفاداری کریں گے۔ اس

طرح کہ خود داڑھی رکھیں گے، اس کا احترام کریں گے اور اپنے دوست، احباب، اعزہ اور اقارب کو داڑھی رکھنے اور اس کی عزت کرنے کی ترغیب دیں گے۔

حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی مقدس کتاب لمعۃ الضحیٰ کے آخر میں داڑھی کتروانے والے اور داڑھی منڈانے والوں کے حق میں ان سزاؤں اور مذمتوں کا ایک نقشہ دیا جو آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ اور اقوال آئمہ سے ثابت ہیں اور جن کی تعداد تیس تک پہنچی ہے۔ دنیا میں طرح طرح کے لوگ ہیں بعض حضرات ایسے ڈھیٹ ہوتے ہیں کہ جب تک ان کو سزا نہ سنا دی جائے۔ اس وقت تک وہ جرم و گناہ سے توبہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے، ایسے لوگوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے ہم اسی نقشہ سے چند سزاؤں اور مذمتوں کو ذیل میں درج کرتے ہیں:۔

(۱) داڑھی منڈے اور داڑھی کتروانے والے اللہ اور رسول کے نافرمان (جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) (۲) شیطان لعین کے محکوم (و غلام ہیں) (۳) سخت احمق ہیں (۴) اللہ تعالیٰ ان سے بیزار ہے۔ (۵) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سے بیزار ہیں۔ (۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی صورت وشکل دیکھنے سے کراہت آتی ہے (۷) یہود کی صورت ہیں (۸) مجوس کے پیرو ہیں (۸) مجوس کے پیرو ہیں (۹) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گروہ سے نہیں (۱۰) واجب التعزیر ہیں تشہیر کرنے کے قابل ہیں۔ (۱۱) زنانے مخنث ہیں۔ (۱۲) گھنونے قابل نفرت ہیں۔ (۱۳) مردود الشہادت ہیں۔ یعنی ان کی گواہی رد کر دی جائے گی۔ (۱۴) پورے اسلام میں داخل نہ ہوئے (۱۵) اللہ عزوجل کے سخت دشمن مبغوض ہیں۔ (۱۶) قیامت کے دن ان کی صورتیں بگاڑ دی جائیں گی (۱۷) اللہ و رسول کے ملعون ہیں۔ اللہ تعالیٰ و ملائکہ اور بشر سب کی ان پر لعنت ہے۔ (۱۸) اللہ تعالیٰ ان پر نظر رحمت نہ فرمائے گا۔ (۱۹) وہ بہشت میں نہ جائیں گے (۲۰) اللہ تعالیٰ انہیں جہنم میں ڈالے گا، والعیاذ باللہ تعالیٰ

مسلمانو! ان سزاؤں اور مذمتوں کو پڑھ کر عبرت حاصل کرو۔ جس طرح تم نے کھلم کھلا اس شعار عظیم کی علانیہ مخالفت کی ہے۔ اسی طرح علی الاعلان داڑھی منڈانے اور کتراتے سے بھی توبہ کرو۔

خوشخبری

رانا شبیر احمد خاں صاحب اور ان کے بھائی حضرت قبلہ عالم کے منظور نظر پیر بھائی جو ایک قتل کے کیس میں ایک مدید عرصہ سے ملتان جیل میں ماخوذ و محبوس تھے: حضرت قبلہ عالم امیر ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روحانی تصرف اور اللہ تعالیٰ کی بے پناہ رحمت سے مورخہ ۳۱ اکتوبر بروز پیر ملتان جیل سے باعزت بری ہو گئے ہیں۔ ادارہ انوار الصوفیہ جناب رانا صاحب اور ان کے بھائی کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے۔

چکیدۂ قلم فیض رقم راس مسعود صدیقی
عزیز آباد کراچی

لمحۂ ندامت

عمرِ رفتہ کا جب کیا اپنی
میں رہا غرقِ معصیت ہر دم
تھا یہی خبط، کیوں نہ دنیا میں
مدّعائے حیاتِ چند روزہ
اُس کو جان سے عزیز رکھتا تھا
اُس کی یہ ظاہری چمک جس سے
تھی محض بھول فی الحقیقت وہ

آج میں نے محاسبہ دیکھا
طاقِ نسیاں پہ دین کو رکھا تھا
میں ترقی پسند کہلاؤں؟
میرے نزدیک عیش تھا کرنا
نذرِ تہذیب تو تھا ہر لمحہ
میری آنکھیں رہیں سدا خیرہ؟
خوبصورت سا ایک تھی دھوکا!

اور

اب تری بارگاہ میں، مولا!
میں بصد عجز پیش کرتا ہوں
میری تر دامنی سے قطع نظر
مجھ کو حاصل سعادتِ دارین
مجھ پہ پیارے حبیبؐ کے صدقے
جو سکون اور جو راحت و آرام!
نعمتیں جو ترے خزانے سے
دے یہ توفیق کر سکوں ان پر

آنسوؤں کا حقیر نذرانہ
اس کو شرفِ قبولیت ہو عطا
بابِ رحمت ہو مجھ پہ وا تیرا
میرے پروردگار! ہو جائے
تیرے فضل و کرم کی بارش ہو
مجھ سے عاصی کو تو نے بخشا ہے
یا الٰہی! مجھے میسر ہیں
ہر بُنِ مو سے تیرا شکر ادا

التجا ہے مسعودؔ کی، اس کو
سرخرو دو جہاں میں فرمادے
روضۂ پاک کی زیارت سے
وہ گنہگار بھی مشرف ہو!

انسان کی زندگی اور مومن افکار و خیالات اور جذبات و اعمال جب رضا کے سانچے میں ڈھل جاتے ہیں تو انسان کو عبودیت کاملہ کا منصب نصیب ہوتا ہے۔ زندگی کا مزا عبودیت کی تکمیل ہی سے ہے نفس کی بندگی میں نہیں اضطراب کے سوا کچھ نہیں آ سکتا اور عبودیت کا احساس اضطراب کو قریب نہیں پھٹکنے نہیں دیتا عبودیت میں جو اضطراب ہوتا ہے وہ رضا کی دولت کو سمیٹنے کیلئے دامن دراز کرتا ہے۔ اسی لئے رحمت کہلاتا ہے۔ بندگی نفس کے اضطراب کو نفسانی خواہشات سے پیدا ہونے والے اضطراب پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ ایک رحمت ہے اور ایک زحمت۔ ایک عذاب ہے اور ایک ثواب دونوں کی کیفیتیں جداگانہ ہیں۔ دونوں دو مختلف قبیل کی چیزیں ہیں۔ ایک کی تخلیق نفس انسانی میں ہوتی ہے اور ایک ... عنایات الٰہی ہے۔ ... جو جذبات پیدا ہوتے ہیں وہ توفیق ربانی کی کرشمہ سازی کہلاتے ہیں۔ بدی کیلئے پیدا ہونے والے جذبات نفس و شیطان کی بندگی کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ یہ بندوں ہی کو ملتے ہیں ان کی تعدادنت میں اضافے کا موجب بن جاتے ہیں۔ اور نیک جذبات نیکی کے خلاق بھی ہیں نیکی کی پرورش بھی کرتے ہیں اور نیکی کے ثمرات سے آشنا بھی کر دیتے ہیں ... اور ... ان کی ... کا مزا ...

بندے پر جب خدا کا کرم ہوتا ہے تو اُسے نیکی کی توفیق ملتی ہے۔ توفیق انعام ہے اور انعام مقربین کو ملا کرتا ہے۔ توفیق مل گئی تو سمجھئے قرب مل گیا کیونکہ توفیق بلاوا ہے، سندیسہ ہے۔ توفیق پیغام ہے اور پیغام بھیجنے کے بعد کوئی کریم رد نہیں کیا کرتا بلکہ دروازہ کھولتا ہے انتظار کرتا ہے تاکہ نوازے۔ اطاعت کا صلہ دے۔ محبت کا ثمر جھولی میں ڈالے۔ توفیق سے محروم انسان نیکی کی راہ پر نہیں آ سکتے خواہ ان پر پند و موعظت کے دفتر ہی کیوں نہ کھول دئے جائیں توفیق تو حصہ ہی طالبین کا ہے جو جس مال کا گاہک ہی نہ ہو وہ اس کی جھولی میں کیسے آ سکتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ تو بڑا غیور ہے وہ غیرت و حمیت کا پیدا کرنے والا ہے۔ وہ ... دے سکتا ہے؟

ہاں توفیق کی طلب سے سینہ معمور ہو تو وہ محروم بھی نہیں کرتا۔ محروم کر دینے کی نسبت ... نوازنے میں زیادہ مزا آتا ہے۔ محروم انسان کی جھولی جب عطیات سے بھر جاتی ہے تو یہی نہیں کہ محروم خوش و خرم نظر آنے لگتا ہے۔ بلکہ منعم کا دل بھی مسرتوں سے لبریز ہو جاتا ہے کہ گدا نے اپنی مراد پائی۔ وہ محروم نہیں گیا۔ جگر ... نعمتوں ... ذکر کرتے ہماری عظمتوں میں اضافہ ... محروم انسان کو بھی ہماری بارگاہ کا پتہ چل ... گا۔

ہر کریم ذات کو عطا کے بعد جو مسرت نصیب ہوتی ہے وہ اس مسرت سے کہیں زیادہ اور فزوں ہوتی ہے۔ جو نعمت پا لینے کے بعد گدا کے حصے میں آتی ہے۔ گدا اور سخی کا ایک ازلی رشتہ ہے جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتا۔ گدا سخی کی بارگاہ کا رخ نہ کرے۔ اسے اعانت کیلئے نہ پکارے بلکہ اس سے اغماض برتے تو یہ اس کی شقاوت کی علامت ہوتی ہے اور انعام شقیوں کا حصہ نہیں ہوتے۔ انعام کیلئے تو شکستگی ضروری ہے۔ شکستگی خواہ حال کی ہو یا قال کی، رائیگاں نہیں جاتی۔ سخی کا جذبۂ رحم و کرم کو متحرک کر کے رہتی ہے۔ بسا اوقات وہ شکستگی بھی رحمت بن جاتی ہے۔ جو رحمت کو پکارنے لگے۔ رحمت کی امیدوار بن کر رحمت کی راہ میں کھڑی ہو جاتے۔ گر جاتے۔ ایسی شکستگی کو سہارا دینے کے لئے رحمت کے ہاتھ اٹھنے لگتے ہیں۔ وہ لپکتی ہے بڑھتی ہے۔ اور آغوش میں لے لیتی ہے۔ آغوش شکستہ حال انسانوں کا حصہ ہے بشرطیکہ وہ رحمت سے دور نہ ہوں۔ رحمت سے بے نیاز نہ بن جائیں رحمت سے بے نیازی ایسا عذاب ہے جس کا کوئی [illegible] رحمت کے سامنے اپنی بے چارگی کا اظہار ایسی نعمت ہے جس کا کوئی جواب نہیں ہو سکتا بے چارگی کے اظہار کیلئے جب لب کھلنے لگیں اور سامنے کریم ذات ہو تو یہ مقبولیت کی ساعتیں ہوتی ہیں۔

کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ بے چارگی کا اظہار کریم ذات کو پسند آجاتا ہے اور وہ اس کے سننے میں لذت محسوس کرنے لگتا ہے۔ کہ لذت بھی گدا کے حق میں نعمت ہوتی ہے۔ کریم سمجھتا ہے تو وہ گدا سے سلسلۂ کلام بند نہیں کرتا۔ طوالت سے گدا [illegible] سلسلۂ کلام کو اور وسعت دیتا ہے اور طویل کرتا ہے اور اس طوالت کو اپنے حق میں نعمت جانتا ہے۔ کریم کی تو یہ بذات خود نعمت ہے وہی گدا کی کیفیتوں کو بیدار کرتی ہے انہیں نیا حسن عطا کرتی ہے۔ کریم متوجہ نہ ہو تو گدا کا بیان پھیکا ہوتا ہے۔ بے سوز کہلاتا ہے اور بے سوز صدا سے کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔

ایک نامعلوم مظلوم کیلئے دعا

حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ کا ارشاد گرامی ہے کہ مظلوم کی دعا سے ڈرو اس لئے کہ اس کی دعا اور رب تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا۔ ہمیں ایک شخص کا جو اپنا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتے مراسلہ وصول ہوا ہے کہ قارئین رسالہ انوار الصوفیہ جن میں کئی خدا کے مقبول اور برگزیدہ مستجاب الدعوات بندے بھی میرے لئے دعا کریں کہ ظالم نے جو میرے حق غضب کئے ہوئے ہیں دیدے۔ ادارہ انوار الصوفیہ قارئین کی خدمت میں التماس کرتا ہے کہ وہ مظلوم مذکور کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اس کو ظالم کے ظلم سے رہائی بخشے۔

بقیہ :- حضرت باقی باللہ رح

لے گئی اور صحت کے لئے درخواست کی اور آپ نے توجہ فرمائی۔ بچہ منٹوں میں درست ہو کر اپنی ماں کے ساتھ ہنستا کھیلتا خوشی خوشی ان کے ساتھ چلا گیا۔

درد کاکوروی

مولانا عبد الوہاب فرنگیؒ

آپ کے والد کا عبد الرزاق نام تھا۔ قرآن شریف حفظ کر لینے کے بعد آپ نے اپنے والد ہی سے تمام درسی کتابیں اول سے آخر تک پڑھیں۔ والد ہی سے تصوف اور اس کے ذکر و شغل کی بھی تعلیم حاصل کی۔ زہد و اتقاء اور فراست کے لحاظ سے آپ تمام لوگوں میں معزز سمجھے جاتے تھے۔ مزاج میں انکساری بہت تھی چھوٹے بڑے سب کی عزت کرتے۔ فرنگی محل میں لوگوں کو درس دیتے تھے۔ اور لوگ بھی آپ کے شاگرد تھے۔ مولوی ریاست علی خان صاحب، شاہ جہان پوری تو شاگرد رشید تھے۔

والد کے انتقال کے بعد آپ نے پڑھانے کا سلسلہ موقوف کر دیا۔ آخر عمر تک رشد و ہدایت میں مشغول رہے۔ رشتہ داروں کے ساتھ سلوک و احسان کرتے رہتے۔ آپ حضرت مولانا عبد الوالی صاحب کے مرید تھے پھر اپنے والد سے تجدید بیعت کرتے ہوئے اجازت و خلافت بھی حاصل کی۔ اللہ نے حرمین شریفین کی زیارت سے بھی مشرف فرمایا وہاں کے اہل علم حضرات سے جنہوں نے ان کی قابلیت اور تقویٰ کے مدنظر اپنی طرف سے حدیث کی سندیں بھی مرحمت فرمائیں۔

۲ محرم ۱۳۲۱ھ چہار شنبہ کو ظہر کی نماز کے بعد مرض طاعون میں آپ نے بمقام لکھنو انتقال فرمایا۔

آپ کی تصانیف

۱۔ رسالہ جواز فاتحہ
۲۔ رسالہ ذکر غوث اعظم
۳۔ حواشی میبر قطبی
۴۔ توضیح تلویح
۵۔ حواشی مثنوی شریف
۶۔ ہدایت المومنین
۷۔ اضاحۃ الضالین

مولوی حیات الحسن صاحب موہانی اورنگ آباد دکن میں جج تھے۔ انہوں نے آپ کا جو کچھ ہندی کلام لکھوایا تھا وہ ہدیہ ناظرین ہے آپ کے کلام میں "بانسا نگری" آیا ہے اس سے حضرت شاہ عبد الرزاق بانسوی کی طرف اشارہ ہے انہیں تک آپکا سلسلہ بیعت پہنچتا

مورے پیا کہنیا براجت ہیں موہے برج بھئی بانسا نگری
واکی چوکھٹ بیں پلکن جھاڑوں تہاں سیس دھرت دنیا سگری

خاکم کہ خدائے سرکویش - جانم کہ ہلاک خوشبو یش !!
اے بادصبائے گیسو یش — للہ گہے بر من گذری

یا سیدنا انظر حالی — یا مولانا اسمع قالی !!
یا سیدنا انظر حالی — قد احرقنی نارالفرقت — ارنی وجہک کالقمری

واللہ نہ یاں سے جاؤں گا - دہلی سے سر نہ اٹھاؤں گا
جو مانگوں گا - سو پاؤں گا — تا چند رہے گی بے خبری

تم آڑے آیو ہمارن کے — تم کام بنایو لاکھن کے
ناہیں چھپا تنکو تم سے — مورے اوپر جو گجری گجری

وہاب کے تم ہو آن داتا — سن لے ڈ تنک کا مانگت ہے
سیس نوائے چرنن پر — قدمن پہ ترے راکھے پگڑی

بقیہ بلال رضی حبشی

جب گھر پر امیہ بن خلف آپ کو تکلیفیں دے دے
کر تنگ آگیا تو وہ حضرت بلال رضی کو سخت گرمی میں
پہاڑوں کے درمیان لے جاتا اور آپ کو جلتے ہوئے سنگ
ریزوں پر لٹا دیتا اور آپ کی چھاتی پر ایک بھاری پتھر
رکھ آتا تاکہ آپ حرکت نہ کر پائیں۔ مگر اس سے بھی حضرت
بلال کے استقلال میں کوئی فرق نہ آیا۔

امیہ بن خلف آپ کے گلے میں رسی ڈال کر محلہ
کے بچوں کو کہتا کہ آپ کو جانوروں کی طرح گھسیٹو۔ اس
تکلیف کو بھی اسلام کے سچے شیدائی نے صبر کے ساتھ جبر کیا
بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ حضرت بلال رضی کو دہکتے ہوئے
انگاروں پہ لٹا دیا جاتا آپ شدت تکلیف سے ماہی بے
جاتے اور احد، احد کہتے۔

حضرت صدیق اکبر نے آپ کے بارے میں سنا
تو تڑپ اٹھے کہ ایک خدائے واحد کو ماننے والا غلام سخت
مصیبت میں مبتلا ہے۔ حضرت صدیق اکبر نے آپ کو
امیہ بن خلف سے خرید لیا اور آزاد کر دیا۔

حضرت بلال رضی نے اتنی اذیتیں سہنے کے بعد بھی
صبر و استقلال کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا اور اپنے
مذہب اسلام پر قائم رہے۔ آپ کی عمر ۶۰
یا ۶۳ سال بتائی گئی ہے۔ اور آپ کی وفات
۱۸ ھ یا ۱۲۵ ء میں ہوئی۔

بشکریہ ادارہ صوفیہ لکھنؤ

شب برات کے احکام

اسلامی تقویم کے آٹھویں مہینے کا نام شعبان ہے اس ماہ مکرم کی پندرھویں شب کو لیلۃ البراءۃ (شب برات) کہتے ہیں۔ اس کے معنی ہیں گناہوں سے برأت اور جہنم سے آزادی کا پروانہ ملنے والی شب اس رات کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات یوں منقول ہیں کہ۔

۱۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب ماہ شعبان کے آدھا گذرنے پر رات آئے (پندرھویں شب) تو تم اس رات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گذارو اور اس کا دن روزہ رکھ کر پورا کرو۔ کیونکہ اس رات غروب شمس کے وقت اللہ تبارک وتعالیٰ دنیا پر اپنی صفت رحمت کی تجلی سے متوجہ ہوتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہے کوئی مجھ سے گناہوں کو معاف کرانے والا کہ میں اس کے گناہ معاف کروں۔ ہے کوئی مجھ سے روزی مانگنے والا کہ میں اس کو مالا مال کر دوں ہے کوئی مبتلا امراض ومصائب کہ میں اس کو عافیت عطا کروں ہے کوئی اپنی ضروریات کے لئے میرے سامنے دست طلب دراز کرنے والا کہ میں اسے منہ مانگے سے بھی زیادہ دوں۔ یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جائے (ابن ماجہ ۔ باب ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان)

یاد رہے کہ اسلامی جنتری میں رات کو دن پر تقدیم حاصل ہے ۔ ۱۴ اور ۱۵ کی درمیانی رات شب برأت ہے۔

۲۔ حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ ایک رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے اچانک اپنے کمرہ سے غائب پایا میں حضور کو ڈھونڈنے نکلی۔ یہاں تک میں نے بقیع کے قبرستان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا کہ حضور علیہ السلام آسمان کی طرف سر اقدس اٹھائے دعا میں مشغول ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا اے عائشہ رض کیا تم نے یہ گمان کیا کہ اللہ اور اس کا رسول تم پر ظلم کرے گا۔ میں نے عرض کیا کہ یہ تو آپ کا حسنہ ہے اور میرے لئے ایسی بات سوچنا قطعاً روا نہیں مجھے تو صرف یہ گمان ہوا کہ شاید آپ اپنی دوسری ازواج کے یہاں تشریف لے گئے

ہیں — اس پر حضور صلی اللہ علیہ نے ارشاد
فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پندرھویں شب شعبان
کو دنیا پر اپنی رحمت کاملہ کی تجلی کے ساتھ متوجہ
ہوتا ہے اور قبیلہ کلب کی بھیڑوں کے بالوں
سے بھی زیادہ عام معافی کا پروانہ عطا فرماتا ہے
(ابن ماجہ باب محولہ بالا)

۳ - حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں
کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلا شبہ اللہ
تعالیٰ پندرھویں شب شعبان کو رحمت کاملہ
کی خصوصی تجلی — فرماتا ہے اور اپنی تمام مخلوقات
سوائے مشرک اور کینہ پرور کے بخشتا ہے۔
(ابن ماجہ باب محولہ بالا)

اس حدیث شریف میں کینہ ور کیلئے لفظ مشاحن
استعمال فرمایا گیا ہے۔ جس کے معنی لغت میں شدید العداوۃ
(سخت قسم کی دشمنی رکھنے والا) کئے گئے ہیں (المنجد)

۴ - حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہما
کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کینہ
ور اور خودکشی کرنے والے کے سوا سب کی مغفرت
ہوجانا فرمایا (کیونکہ مشرک کا تو سوال ہی پیدا
نہیں ہوتا) (احمد بن حنبل)

حضرت علامہ مدقق، شیخ محقق امام عبدالحق محدث
دہلوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔ در بعض احادیث زیادہ
کردہ قاطع رحم را و در بعض مسبل ازار و عاق و مدمن
خمر نیز زیادہ کردہ و در بعض عشار و ساحر و کاہن و عریف
و بہتی و صاحب کوبہ و عرطبہ نیز آمدہ و کوبہ و عرطبہ بمعنی
طبنور است "(اشعۃ اللمعات اوّل باب قیام شہر
رمضان) بعض احادیث میں رشتہ داری ختم کرنے والا
بعض میں ماں باپ کو تنگ کرنے والا، شراب کو ترک
نہ کرنیوالا ظلم و ستم سے ٹیکس وصول کرنے والا، جادوگر
کاہن، جنمی اور یقینی پیشین گوئیاں کرنے والا، باجے
گانے اور طبل، طنبورہ بجانے والوں کی بھی عدم مغفرت
کا اظہار کیا گیا ہے۔

۵ - حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا کہتی
ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم
پندرھویں شب شعبان کی اہمیت سے واقف
ہو، انہوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ ہی
فرمائیے - فرمایا یہی وہ رات ہے جس میں آیندہ
پورے سال میں پیدا ہونے والوں اور مرنے
والوں کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اسی رات میں آدمیوں
کے عمل اٹھائے جاتے ہیں۔ اور لوگوں کو رزق
دیا جاتا ہے (آیندہ سال کیلئے) - (الدعوات
الکبیر۔ مشکوٰۃ المصابیح باب قیام شہر رمضان)

۶ - حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ سلام اللہ
علیہا کہتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس
رات میں نے سجدہ میں یہ دعاء پڑھتے سنا۔
أعوذ بعفوك من عقابك وأعوذ برضاك
من سخطك وأعوذ بك منك إليك لا أحصي
ثناءً عليك أنت كما أثنيت على نفسك (ترغیب
وترہیب بحوالہ بیہقی) میں آپ کی عفو کے واسطہ
سے آپ کے عذاب سے پناہ چاہتا ہوں۔ اور

آپ کی رضا کے واسطہ سے آپ کے غضب سے پناہ چاہتا ہوں۔ میں آپ کی صفات جمال کے واسطہ سے آپ کی صفات جلال سے پناہ چاہتا ہوں۔ میں آپ کی تعریف نہیں کر سکتا۔ آپ ویسے ہی ہیں جیسی آپ نے اپنی خود تعریف کی ہے۔

۷۔ حضرت سیدنا و مولانا عمر بن الخطاب سلام اللہ علیہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے علاوہ سلف صالحین کی بہت بڑی تعداد سے منقول ہے کہ وہ اس رات میں دوسری دعاؤں اور اذکار کے ساتھ ساتھ یہ بھی پڑھا کرتے تھے۔

اللھم ان کنت کتبتنا اشقیاء فامحہ و اکتبنا سعداء و ان کنت کتبتنا سعداء فاثبتنا فانک تمحو ما تشاء و تثبت و عندک ام الکتب۔

شب برات کے علاوہ ہر رات کے پچھلے حصہ میں اللہ تعالیٰ تجلی رحمت فرماتا ہے لیکن اس شب میں غروب سے طلوع فجر تک تجلی رحمت کا ظہور رہتا ہے رمضان المبارک میں شب قدر کے بعد شب برات کی فضیلت مسلمات میں سے ہے۔

اس رات کے مخصوص دعاء و نوافل کہیں بھی منقول نہیں۔ ہر دور میں سلف صالحین نے اپنے اپنے مخصوص انداز میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی حاجات کو جن الفاظ میں پیش کیا وہ التسیم کتابوں میں موجود ہیں۔ اور ان کے ساتھ استغاثہ بجناب باری تعالیٰ میں کوئی قباحت نہیں۔

ان سب احادیث کی روشنی میں اس رات کو کرنے کا عمل ہے کہ۔

۱۔ رات بھر عبادت میں گذارے۔
۲۔ پندرھویں دن روزہ رکھے۔
۳۔ مسلمان کے قبرستان کی زیارت کیلئے آدھی رات یا آخری تیسرے حصہ شب میں جاتے۔ اور اہل قبور کے لئے دعاء مغفرت مانگے۔
۴۔ اپنے لئے بخشش، روزی۔ بیماریوں سے صحت وعافیت۔ غرض کہ تمام حالات اللہ تعالیٰ سے مانگے اور بہ یقین اور اعتماد رکھے کہ اللہ تعالیٰ درخواست کو شرف قبولیت بخشیں گے
۵۔ اپنے تمام رشتہ داروں سے صفائی سے معاملات طے کر کے اپنے دل کو بغض کینہ، غصہ، عداوت بغیر شرعی عزائم سے پاک کر کے حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو

اہل حق کی حق ادائیگی یا حقوق کی معافی کے بغیر محض ایک شب کیلئے سینہ صاف کر لینا قطعاً معتبر نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے دل کو ان کی طرف سے صاف کر لینے، امور واموال مغصوبہ کو واپس کر دینے اور جن سے زیادتی کی گئی ہے۔ ان کو خوش کر لینے کے بعد سابقہ گناہوں کی معافی اور مزید انعام و فضائل کا خواہاں ہو۔ بعض لوگ نماز پابندی سے ادا کرتے ہیں۔ ظاہری شکل وصورت و وضع و قطع عین سنت کے مطابق بنا کر دل کی کدورت اور اتباع نفس و ہوی سے مطلقاً نہیں بچتے، ان کی مثل ایسے ظاہراً صاف و شفاف برتن کی ہے جس میں بجائے

مشروبات - ملبوسات - نجاسات خبیثہ پڑی ہوں،
اسلام میں اللہ کے نزدیک باطن اور ظاہر دونوں
کی درستگی مقبول ہے۔ لیکن اس امر سے بہر حال کسی
کو انکار نہیں کہ صاف باطن اور روشن ضمیر مسلمان
کہیر باطن، بدنیت، منافق لیکن ظاہراً مسلمان اور
محض روشن چہرہ سے بدرجہا بہتر ہے۔

بدقسمتی سے شب براءۃ سے متعلق دو رسمیں
ایسی چل پڑی ہیں۔ جن کا ثبوت شریعت میں کہیں
نہیں ملتا۔ ایک رسم تو عوام میں مقبول ہے اور
وہ بہت ہی قبیح رسم ہے۔ شب براءۃ میں پٹاخے
چھچھوندریں، مہتابیاں وغیرہ بکثرت چلائی جاتی
ہیں۔ شریعت میں اس فعل کی شناعت اظہر من
الشمس ہے۔ کتنی جانیں اس تماشا میں نذر ہو جاتی
ہیں۔ مال و دولت کا ضیاع الگ ہے اللہ تعالیٰ
نے پ ۱۵ رکوع ۳ میں فرمایا "فضول خرچی کرنے
والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے
مالک کا ناشکرا ہوا ہے"۔

دوسری رسم اس رات میں خاص عبادت
گذاروں نے گھڑی ہے، اور وہ یہ کہ اس رات
میں نوافل کو باجماعت ادا کیا جاتا ہے اور بعض
بعض مساجد میں تو اس جماعت کا اہتمام کیا جاتا
ہے۔ سارا قرآن مجید ختم کر کے گویا وہ حق شب براۃ
ادا کر کے سبکدوش ہوتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون
علمائے احناف رحمہم اللہ تعالیٰ نوافل کی جماعت کو
مکروہ تحریمی جانتے۔ (ردالمحتار)

مدرسہ نقشبندیہ علی پور شریف

ماہ رجب گذر رہا ہے۔ مدرسہ نقشبندیہ آپ کی زکوۃ
کا سب سے زیادہ مستحق ہے۔ کیونکہ اس کو قبلۂ عالم رحمۃ اللہ
علیہ نے عرصہ چوالیس سال سے قائم فرمایا ہے اور حضرت امیر
الملت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی توسیع و ترقی کے لئے اپنی وصیت
میں خاص طور پر تاکید فرمائی تھی۔ مدرسہ نقشبندیہ کو زکوۃ ادا کرنے
میں دو اجر ہیں زکوۃ کے فرض کی ادائیگی اور صدقہ جاریہ میں
شمولیت لہذا آپ اپنی زکوۃ کا اکثر حصہ مدرسہ نقشبندیہ کو میرے نام
ارسال کریں بلکہ اپنے دوست احباب کو بھی ترغیب دیں
کہ مدرسہ نقشبندیہ کی امداد زکوۃ زیادہ سے زیادہ امداد کریں۔

سید اختر حسین جماعتی مہتمم مدرسہ نقشبندیہ
مولانا الحاج علامہ جوہر الملت } علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ

زکوٰۃ سے رسالہ کی امداد کیجئے

دفتر میں دینی مدارس کے غریب اور مستحق طلباء کیلئے
جن کو رسالہ پڑھنے کا شوق ہے بہت خطوط وصول ہوئے
ہیں۔ قارئین رسالہ میں جو مخیر حضرات ہیں۔ وہ اپنی
زکوۃ سے ان غریبوں کے نام ایک سال کے لئے رسالہ
جاری کر کر۔ فریضۂ زکوۃ کی ادائیگی کے ساتھ رسالہ
کی اعانت کا بھی ثواب حاصل کریں۔ جو حضرات اس
مد میں مبلغات ارسال کریں گے
ان کے نام کا اعلان آئندہ اشاعت میں بصد
شکریہ کیا جائیگا۔

عرب میں حضورؐ نے جو تیرا نام لیا
تشنۂ اسلام بلالؓ نے پہلے یہ جام پیا
متزلزل نہ ہوا یہ جذبۂ ظہر ظلم سے
زیرِ خنجر بھی بلالؓ نے تیرا نام لیا

حضرت بلالؓ حبشہ میں پیدا ہوئے آپ کے والد کا نام رباح اور والدہ کا نام حمامہ تھا حضرت بلالؓ کے آبا و اجداد مقام سراۃ میں رہتے تھے۔ یہ مکہ اور یمن کے درمیان ایک مشہور جگہ ہے۔ اس زمانے میں قتل و غارت عام تھی، ڈاکوؤں کے گروہ چھوٹے چھوٹے قبیلوں کو لوٹ لیتے اور ان کے بچوں کو غلام بنا کر فروخت کر دیتے حضرت بلال کو بھی اسی طرح غلام بنا کر بیچ دیا گیا تھا۔

آپ قریش کے مشہور قبیلہ بنو جمح کے غلام تھے۔ آپ کی پرورش و تربیت غلامی کی فضا میں ہوئی پرانے زمانے میں غلام کی زندگی آقا کے ہاتھ میں ہوتی تھی آپ بھی ہر قسم کی ضروریات زندگی بلکہ آرام و چین کے لئے بھی اپنے آقا کے محتاج تھے۔ ان دنوں حضرت رسول اکرمؐ مکہ میں اسلام کی تبلیغ کر رہے تھے۔ جب حضرت بلالؓ نے حضرت رسول اکرمؐ کی صداقت، دیانت اور خصوصیات کا چرچا سُنا تو آپ کو بھی اس ہستی سے عقیدت ہو گئی۔ جس کی عبادت حضرت رسول اکرمؐ غارِ حرا میں جا کر کیا کرتے تھے۔ خدا نے سات آدمیوں کو سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کی عزت بخشی جن میں حضرت بلالؓ بھی شامل ہیں۔

پہلے پہل حضرت بلالؓ نے اسلام کو چھپایا۔ مگر جب ان کے آقا امیہ بن خلف کو کسی سے معلوم ہو گیا۔ تو آپ نے اقرار کر لیا۔ امیہ بن خلف جو حضورؐ کی تحریک کو ناپسند کرتا تھا اور اسلام اسے ایک آنکھ نہ بھاتا تھا وہ ایک خدائے واحد کو ماننے والے کو اپنے گھر میں پا کر چراغ پا ہو گیا۔ پھر اس نے حضرت پر انتہائی سختی شروع کر دی امیہ بن خلف نے حضرت بلالؓ کو گھر میں اتنا مارا اور ایسی سخت اذیتیں دیں جو انسانیت سے بعید تھیں جب وہ مارتے مارتے تھک جاتا تو پوچھتا اے حمامہ کے بیٹے تو اسلام ترک کر دے ہم تمہیں چھوڑ دیں گے۔ مگر حضرت بلالؓ زخموں سے نڈھال یہ فرماتے کہ خدا ایک ہے اور محمدؐ اس کے سچے رسول ہیں ان سب پر میرا عقیدہ ہے۔ اس پر امیہ بن خلف آپ کو اور زیادہ سختی سے پیٹتا۔۔۔

باقی برصفحہ ۲۹

حلقہ ہائے ذکر و ختم خواجگان علیہم الرحمۃ

قصور: کوٹ عثمان خاں جامع مسجد میاں کالا میں ہر جمعہ کو مغرب کی نماز کے بعد۔ حلقۂ ذکر ہوتا ہے اور ختم خواجگان اور ختم مجددیہ اور ختم معصومیہ پڑھا جاتا ہے۔ مورخہ ۲۸ اکتوبر بروز جمعہ رات کو حضرت معین الملت مولانا الحاج پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہٗ علی پوری بھی حلقہ ذکر میں اپنے مریدین کی کثیر جماعت کے ساتھ تشریف لاتے آپ کی تشریف آوری سے بہت رونق ہوئی۔ آپ نے جو دعا مانگی اس سے قلوب کو نور اور سرور حاصل ہو۔

لائل پور: میں بھی حلقہ ذکر و ختم خواجگان ہر جمعہ کو پڑھا جاتا ہے۔ وہاں جمعہ کو یاران طریقت اپنے گھروں میں حلقۂ ذکر کرواتے ہیں تاکہ ان کے گھروں میں برکت ہو۔ جب ایک جمعہ میں حلقہ ذکر اور ختم خواجگان سے فراغت ہوتی ہے۔ تو آئندہ جمعہ میں یہ مبارک اجتماع جس کے گھر میں ہوگا۔ اس کا وہیں سب کے روبرو اعلان ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ۲۸ اکتوبر بروز جمعہ کو مغرب کی نماز کے بعد ایم محمد اقبال صاحب ٹیلر ماسٹر کے گھر میں ہوا۔

راولپنڈی: صدر راولپنڈی میں ہر جمعہ کو مغرب کی نماز کے بعد شیخ محمد امین بٹ صاحب ایڈووکیٹ و امیر حلقہ ذکر کے مکان پر حلقہ ذکر ہوتا ہے اور ختم خواجگان پڑھا جاتا ہے۔ مقامی یار خلوص سے شامل ہوتے ہیں۔

کوہاٹ: کوہاٹ شہر میں بعد از نماز جمعہ بابو غلام حسین صاحب کے مکان میں حلقۂ ذکر ہوتا ہے اور ختم خواجگان شریف پڑھا جاتا ہے یاران طریقت بکثرت شامل ہوتے ہیں۔

لاہور: مولنا الحاج پیر غلام جیلانی اور حکیم مبارک احمد صاحب کے مکان میں ہر جمعہ کو عشاء کی نماز کے بعد حلقۂ ذکر ہوتا ہے اور ختم خواجگان پڑھا جاتا ہے ان دونوں جگہوں میں مقامی یاران طریقت بکثرت شامل ہوتے ہیں۔

بھارتی خریدار: بھارت کے خریداروں کا چندہ جب ختم ہو جائے تو فوراً مندرجہ ذیل پتہ پر اپنا چندہ جمع کرا کر دفتر کو مطلع کریں:

مولانا الحاج پیر محمد طاہر صاحب مرادآباد۔ محلہ تمباکو والا

چٹ نمبر: خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دینا ضروری ہے۔ ورنہ تعمیل میں تاخیر کا اندیشہ ہے۔

دار العلوم رسول صاحب
علی پور شریف

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارہ میں کہ اہل اسلام کی قبور جن کے متعلق بخوبی علم ہو کہ یہ قبر فلاں کی ہے اور فلاں کی اگر مسمار کر کے ان پر مسجد تعمیر کر دی جائے اور یہ فعل خود ایسا شخص کرے جو خود امامت کے فرائض سرانجام دیتا ہے بروئے شریعت محمدی (مذہب اہل سنت والجماعت) فتوی دیا جائے کہ آیا ایسے اہل اسلام کی قبور کو دیدہ و دانستہ مسمار کر کے مسجد تعمیر کی جا سکتی ہے پھر کیا ایسی تعمیر شدہ مسجد میں نماز جائز ہے اور پھر ایسے شخص کے بارہ میں جس نے جان بوجھ کر ایسا فعل کیا تصریح فرمائی جاوے اور عند اللہ ماجور ہوں؟

سائل

لال دین ولد شہاب الدین ساکن پڑتالولی
ضلع سیالکوٹ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم الجواب وھوا الموفق للصواب

صورت مسئولہ مذکورہ میں جب علم اور یقین ہے کہ یہاں پر اہل اسلام کی قبور ہیں تو انکو مسمار کر کے مسجد بنانی ممنوع و شرعاً ناجائز ہے۔ فقہا کرام فرماتے ہیں۔

بر موضع قبر علامت مزار کردہ آید و قبر را داخل مسجد کردن نمے شاید و نماز گزاردن بر قبر و جانب قبر کہ فاصلہ میان او و مصلی بقدر جواز مرور پیش مصلی نباشد مکروہ است در فتاوی عالمگیری است "و یکرہ ان یبنی علی القبر مسجد او غیرہ کذا فی سراج الوہاج و ہمدران است فی الحاوی ان کانت القبور ماوراء المصلی لا یکرہ فانہ ان کانت بینہ و بین القبر مقدار مالو کان فی الصلوٰۃ ویمر انسان لا یکرہ فہھنا ایضاً لا یکرہ کذا فی التاتارخانیہ؟

قاضی شمس العلما محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ سے اس مسئلہ کے بارہ میں استفسار کیا گیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا سئل ھو ایضاً عن المقبرۃ فی القری اذا اندرست ولم تبق فیھا اثر الموتی لا العظم ولا غیرہ ھل یجوز زرعھا واستغلالھا قال لا ولھا حکم المقبرۃ کذا فی المحیط (فتاوی سعیدیہ ص ۱۲۳)

قال شمس العلما الحلوانی تکرہ وقال ابن مسعود رضی اللہ عنہ لان اطاء علی جمر احب الی من ان اطأ علی قبر قال علاؤ الترجمانی یاثم بوطی القبر لان سقف القبر حق المیت کذا فی القنیہ وقال صلے اللہ علیہ وسلم لا تجلسوا علی القبر ولا تصلوا الیھا رواہ مسلم؟ وفی نصاب الاحتساب کرہ ابو حنیفۃ وطی القبور والجلوس علیھا وکرہ النوم علی القبر والصلوٰۃ عندھا

ان تمام عبارات کا خلاصہ اور ما حصل یہ ہے کہ قبور کو مساجد نہ بنایا جائے اور نہ ہی ان کی توہین کی جائے کیونکہ یہ اموات کا حق ہے اور نہ ہی ان کو پامال و مسمار کیا جائے رئیس الحنفیہ علی القاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جہاں قبریں ہوں وہاں نماز پڑھنی مکروہ ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ اگر قبور کو اپنا قبلہ بنائے اور تو جہ اہل قبلہ کی طرف کرے تو یہ شرک جلی ہے جو کہ حرام ہے دوسرے یہ کہ قبروں

کو مسمار کیا جائے وہاں مسجد بنائی جائے یہ بھی حرام ہے (یہی صورت مسئولہ کی ہے) تیسری صورت یہ ہے کہ قبور سامنے ہوں اور حد فاصل بھی نہ ہو تو مکروہ ہے چوتھی صورت یہ ہے کہ قبور پس پشت ہوں اس حالت میں نماز مکروہ نہیں پانچویں صورت یہ ہے کہ مقبرہ میں علیحدہ مسجد تیار کی جائے یہ بھی جائز ہے (مرقات شرح مشکوٰۃ شریف)؛ بہرکیف قبروں کو مسمار کر کے مسجد بنانی ناجائز ہے اس مسجد میں نماز ادا کی جائے اگر مسجد کے امام نے یہ فعل کیا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ توبہ کرے کیونکہ فعل حرام کا وہ مرتکب ہوا ہے اس کے سوا اس کی کیا سزا ہو سکتی ہے

واللہ اعلم بالصواب

نماز جمعہ کی شرائط کیا ہیں؟ اور کیا پاکستان میں میں شہری باشندوں اور غیر شہری کو احتیاط ظہر ادا کرنی چاہیے اگر احتیاط ظہر نہ پڑھی جائے تو شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہوگا؟

پروفیسر منشاد علی گورنمنٹ غوثیہ انٹرمیڈیٹ
کالج پیر محل ضلع لائیلپور

حامداً و مصلحاً الجواب بعون الثواب

جمعہ کی شرائط دو قسم پر ہیں (۱) ادائے جمعہ کی شرائط (۲) نفس وجوب کی شرائط ادائے جمعہ کی یہ شرطیں ہیں ۱۔ مصر یا فنائے مصر ۲۔ سلطان اسلام یا اس کا نائب جسے جمعہ قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے ۳۔ وقت ظہر ۴۔ خطبہ ۵۔ جماعت ۶۔ اذن عام ان میں سے اگر ایک شرط بھی مفقود ہو گی تو جمعہ ہوگا ہی نہیں نفس وجوب کی شرطیں یہ ہیں ۱۔ شہر میں مقیم ہو ۲۔ صحت ۳۔ آزاد ہونا ۴۔ مرد ہونا ۵۔ بالغ ہونا ۶۔ عاقل ہونا ۷۔ انکھیارا ہونا ۸۔ چلنے پر قادر ہونا ۹۔ قید میں نہ ہونا ۱۰۔ بادشاہ یا چور وغیرہ کسی ظالم کا خوف نہ ہونا ۱۱۔ سردی وغیرہ کا نہ ہونا یعنے اس قدر کہ ان سے نقصان کا خوف صحیح ہو؛ ان میں سے اگر ایک بھی معدوم ہو تو فرض نہیں پھر اگر پڑھے گا تو ہو جائیگا؛ (ردالمحتار)

فتاوی رضویہ ص۷۶۳ میں ہے کہ اصل فرضیت جمعہ میں کسی کو کلام نہیں کہ وہ نہ صرف ـــــــ نص قطعی سے ثابت بلکہ اعلیٰ واجل ضروریات دین سے ہے مگر جمعہ با جماعت امت مشروط بشروط ہے۔ ہمارے ائمہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے جو شرائط اس کے لئے معین فرمائے ہیں شک نہیں کہ ان بلاد میں ان کا پورا پورا اجتماع قدرے محل استفتاء و نزاع ہے لہذا یہاں عامہ بلاد دین میں جماعات جمعہ متعدد ہوتی ہیں۔ انتھی؛

اسی طرح پاکستان کے شہروں اور بلاد میں شرائط محل استنباہ و شک میں ہیں بلکہ بعض شرطیں تو نہایت ہی شک و ریب میں ہیں علاوہ ازیں جماعات جمعہ جمیع شہروں میں متعدد ہیں اس لئے پاکستان میں شہری باشندوں اور غیر شہری کو احتیاط الظہر بھی جمعہ ادا کرنے کے بعد پڑھنی چاہیئے فتاوی عالمگیریہ ص۱۵۶ میں ہے

ثم فی کل موضع وقع الشک فی جوازا لجمعۃ لوقوع الشک فی المصر او غیرہ واقام اہل الجمعۃ ینبغی ان یصلوا بعد الجمعۃ اربع رکعات وینو وابہا الظہر حتی لو لم تقع الجمعۃ موقعہا یخرج عن عہدۃ فرض الوقت بتعین کذا فی الکافی وہکذا فی المحیط ثم اختلفوا فی نیتہا قیل ینوی آخر ظہر علیہ وہو الاحسن والاحوط ان یقول نویت آخر ظہر

اربع رکعات وقتہ ولم اصلہ بعد کذا فی القنیہ وفی فتاویٰ آھو ینبغی ان یقرء الفاتحہ و السورۃ فی الاربع اللتی یصلی بعد الجمعۃ فی دیارنا کذا فی التاتارخانیہ؛ حاصل ترجمہ یہ ہے کہ ہر جگہ جہاں جواز جمعہ میں شک واقع ہو خود وقوع شک مصر والی شرط میں ہو یا اس کے مغیر میں اور اہل مصر نے جمعہ کو قائم کیا ہو ان لوگوں کے لئے لائق ہے کہ جمعہ کے بعد چار رکعت نماز ظہر پڑھیں اگر جمعہ اپنے محل میں واقع نہ ہوا تو ان چار رکعت کی ادائیگی سے وقتی فرض سے یقیناً وہ بری الذمہ ہو جائیں گے کذا فی الکافی وکذا فی المحیط پھر ان چار رکعت کی نیت میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ یوں نیت کرے کہ جو آخر ظہر مجھ پر ہے وہ ادا کر رہا ہوں۔ یہ نیت احسن ہے احتیاط اس میں ہے کہ یہ کہے کہ آخری ظہر کی نیت کر رہا ہوں جسکا وقت میں نے پایا ہے لیکن تاحال اس کو پڑھا نہیں اسیطرح قنیہ میں ہے۔ اور فتاویٰ آھو میں ہے کہ جو چار رکعتیں بعد از جمعہ ہمارے ملک میں پڑھی جاتی ہیں ان چار رکعتوں میں فاتحہ اور سورۃ بھی پڑھے کذا فی التاتارخانیہ؛ شیخ الاسلام امام کمال الدین محمد بن عبد الواحد السیواسی اسکندری المعروف بابن الہمام الحنفی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں واذا اشتبہ علی الانسان ذالک ینبغی ان یصلی اربعا بعد الجمعۃ ینوی بہا آخر فرض ادرکت وقتہ ولم اؤد بعد فان لم تصح الجمعۃ وقعت ظہرہ وان صحت کانت نفلا

(فتح القدیر شرح ہدایہ ص ۴۱۱)

العلامۃ الفاضل والاستاذ الکامل السید محمد امین الشہیر بابن عابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ منحۃ الخالق علی البحر الرائق میں فرماتے ہیں ونقل العلامۃ المقدسی عن المحیط کل موضع وقع الشک فی کونہ مصراً ینبغی لہم ان یصلوا بعد الجمعۃ اربعاً بنیۃ الظہر احتیاطاً حتی انہ لو لم تقع الجمعۃ موقعہا یخرجون عن عہدۃ فرض الوقت باداء الظہر ومثلہ فی الکافی۔

(منحۃ الخالق ص ۱۴۳)

یعنی جہاں مصر ہونے میں شک واقع ہو وہاں لائق یہ ہے جمعہ کے بعد احتیاط الظہر ادا کی جائے اگر جمعہ واقع نہ ہوا تو احتیاط الظہر کی ادائیگی سے وقتی فرض سے یقیناً بریت ہو جائے گی مجدد الملت والدین اعلحضرت فاضل بریلوی نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں کہ وہ شہر قصبات جن میں شرائط جمعہ کے اجتماع میں اشتباہ واقع ہو یا جمعہ متعدد جگہ ہوتا ہے ایسی جگہ علمائے کرام نے حکم دیا ہے کہ بعد جمعہ چار رکعت فرض احتیاطی اس نیت سے ادا کرے کہ پچھلی وہ ظہر جس کا وقت میں نے پایا اور اب تک ادا نہیں کی

(فتاویٰ رضویہ ص ۶۷۳ م)

علامہ ابن عابدین اپنے فتاویٰ ردالمحتار میں رقمطراز ہیں قال فی شرح المنیۃ الصغیر والاولی ان یصلی بعد الجمعۃ سنتہا ثم الاربع بعدہ اللتی ای نیتہ آخر ظہر ادرکتہ ولم اصلہ لقدر رکعتین سنۃ الوقت۔

(ردالمحتار ص ۵۵۶)

یعنی جمعہ پڑھنے کے بعد تمام نماز ظہر پڑھے ان فقہا
اجلہ کی کلام سے معلوم ہوا کہ جس جگہ شرائط جمعہ کے
اجتماع میں اشتباہ ہو یا جمعہ متعدد جگہ ہوتا ہو وہاں
احتیاط الظہر پڑھنی ضروری ہے بلکہ علامہ ابن عابدین
رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمام نماز ظہر بعد از جمعہ
ادا کیجائے منحۃ الخالق میں ہے کہ اگر شرائط جمعہ کے
تحقیق میں محض توہم ہو تو احتیاط الظہر پڑھنا
مستحب ہے اگر قیام شک و شبہ ہو تو احتیاط الظہر
پڑھنا واجب ہے اما عند قیام الشک والاشتباہ
فی صحۃ الجمعۃ فالظاهر وجوب الاربع

ہمارے ملک پاکستان میں شرائط چونکہ نہایت
شک و اشتباہ میں ہیں اس لئے یہاں احتیاط الظہر پڑھنی
واجب ہے اگر احتیاط الظہر کو چھوڑ دے تو گویا کہ اس نے
واجب کو چھوڑا ہے و لہذا جمعہ ادا کرنے کے بعد احتیاط
الظہر لازمی اور لابدی ہے اور جہاں جمعہ پڑھا جاتا ہو
وہاں جمعہ بھی پڑھنا چاہیئے کیونکہ جمعہ شعائر اسلام سے
ہے اس کا ترک بھی مذموم ہے اور بعد میں احتیاط الظہر
بھی ادا کی جائے ۔ ھو اللہ الموفق

واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

راقم ہذا غلام رسول عفرلہ صدر مدرس
مدرسہ نقشبندیہ علی پور شریف
ضلع سیالکوٹ

اخبار آستانہ عالیہ علی پور شریف

اعلیٰ حضرت شمس الملت مولٰنا الحاج پیر سید نور حسین
شاہ صاحب سجادہ نشین علی پور شریف ۲۲ر اکتوبر کو
لاہور حضرت الحاج غلام جیلانی جماعتی نقشبندی خلیفہ
مجاز کے زیر اہتمام حضرت امیر ملت کے سالانہ عرس
شریف پر تمام راوی روڈ تشریف لائے۔ آپ نے دو
دن صوفی بشیر احمد صاحب کے مکان پر قیام فرمایا۔
۲۴ر اکتوبر کی شام کو آپ نے کوچہ فقیر خانہ میں حکیم
مبارک احمد صاحب کے مکان پر ختم شریف میں شمولیت
فرمائی۔ اب آپ علی پور شریف رونق افروز ہیں حضرت العلام
مولٰنا الحاج جواہر الملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب و
پیر سید انور حسین شاہ صاحب و پیر سید بشیر حسین صاحب
و دیگر حضرات خورد و کلاں علی پور شریف بخیر و عافیت
رونق افروز ہیں معین الملت الحاج حضرت پیر سید حمید حسین
شاہ صاحب ایک ماہ سے قصور ریلوے اسٹیشن کے
قریب بستی جماعت پورہ میں محمد رمضان کے مکان میں
قیام پذیر ہیں۔ چند ایام تک آپ دیہات کا دورہ فرمائیں گے

بقیہ: رسالہ نہ ملنے کی شکایت

اور رسالہ نہ ملنے کی شکایت کئی ماہ گذرنے کے بعد
نہیں بلکہ اسی ماہ جس میں ان کو رسالہ نہیں ملا کیا
کریں گے۔

وما علینا الا البلاغ!

گوہر

قصور میں ہدایت وطریقت کی تابانیاں

حدیث شریف میں آیا ہے کہ زمین کا وہ خطہ جس میں اللہ کا مقبول برگزیدہ بندہ آئے فخر کرتا ہے اور وہ زمین اللہ کی رحمتوں اور مخصوص عنایتوں اور نوازشوں کا مورد اور مرکز ہو جاتا ہے ۔ وہ جگہ جہاں اللہ کا ولی تشریف لا کر اس کے بندوں کا رشتہ اس کے ساتھ مستحکم اور مضبوط کرنے میں دن رات مصروف ہو انوار ربانی اور ملائکہ کی فرودگاہ ہو جاتی ہے ۔ ان لوگوں کی خوش بختی اور قسمت کی رفعت پر جتنا رشک کیا جائے کم ہے ۔ وہاں ولی کی نظر رحمت اثر سے گناہوں کے دفتر دھلتے ہیں ۔ مشکلیں حل ہوتی ہیں قرب خداوندی کی دولت میسر ہوتی ہے ۔ نیکی کی توفیق ملتی ہے ۔ اسرار درونی منکشف ہوتے ہیں قصور بھی ان شہروں میں ایک ہے ۔ جس میں حضرت امیر ملت مولانا الحاج حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ کا نواسہ مولانا الحاج حافظ پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب تین اکتوبر سے رونق افروز ہیں اور صبح وشام تشنگان فیوضات روحانی جوق در جوق آتے ہیں اور کامران و بامراد ہو کر جاتے ہیں ۔ جسمانی اور روحانی مریضوں کی ان کی فرودگاہ پر ہر وقت اژدہام اور انبوہ رہتا ہے جو ایک دفعہ آتا ہے وہ ہمیشہ کے لئے غلام ہو کر رہ جاتا ہے ۔ بار بار آتا ہے اور چہرے کی درخشانیوں اور تابانیوں سے دل کو مستنیر کرتا ہے ۔ آپ ہی کی ہمت ہے کہ ہر ایک کی فریاد سنتے ہیں کسی کی دل شکنی نہیں کرتے دعا کرتے ہیں ، تعویذ دیتے ہیں ، پانی دم کرتے ہیں اور مختلف چیزوں پر قرآنی آیات پڑھ کر پھونک مارتے ہیں اور ہر ایک حاجت مند کی حاجت پوری ہوتی ہے اتنے بڑے ہجوم میں اپنے احباب کے ساتھ بھی ہمکلام ہوتے اور دینی مسائل کو بھی بیان کرتے ہیں ۔ طریقت اور تصوف کے رموز اور اسرار و غوامض اس خوبی سے بیان کرتے ہیں کہ سننے والوں کے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے ۔ باہر سے آنے والے مہمانوں کو کھانا خود اپنی جیب سے کھلاتے ہیں مریدوں پر بوجھ نہیں ڈالتے ۔ جو کھانا پکانے کی گذارش کرتا ہے جب وہ پوچھتا ہے حضور کتنے آدمیوں کا کھانا پکاؤں تو آپ فرماتے ہیں بس دو آدمیوں کا ایک میں ہوں اور ایک میرا رفیق سفر عبداللہ ہے اس سے زیادہ کھانا پکانے کا تمہیں اختیار ہے ۔ گھر والا آپ کے ساتھ جتنے آدمیوں کو مدعو کرتا

ہے آپ اس سے زیادہ کسی آدمی کو اپنے ساتھ نہیں
لیجاتے ۔ جب کھانا کھانے کے لئے چلتے ہیں تو بہت
لوگ جو حاضر دربار ہوتے ہیں ساتھ ہو جاتے ہیں
تو آپ فرماتے ہیں میرے ساتھ کھانا کھانے کے
لئے وہی جائے جس کو گھر والے نے کہا ہے باقی سب
یہاں رہیں اللہ دتا کو اپنے پاس سے روپے دیتے ہیں
کہ جو مہمان باہر سے آئے ہوئے ہیں ان کو بازار سے
لا کر کھانا کھلا دو ۔ سبحان اللہ سنت کی کتنی پابندی
ہے آپ کے اس کردار سے غلاموں اور مریدوں کو
سبق ملتا ہے کہ کسی کے بن بلائے مہمان ہونا
جائز نہیں ہے ۔ عجز و نیاز اتنا ہے کہ کسی کے گھر
جانے کے لئے تانگہ کا بھی انتظار نہیں کرتے کوئی اپنی
محبت سے لے آئے تو فبہا ورنہ پیدل ہی چل پڑتے
ہیں جس گلی اور بازار سے گزرتے ہیں لوگ زیارت
کے لئے پیش قدمی کرتے ہیں اور دیکھتے دیکھتے آپ
کے ارد گرد ایک میلہ سا لگ جاتا ہے کہ آپ کے لئے
قدم کا رکھنا مشکل ہو جاتا ہے اب تک سینکڑوں
مرد اور عورتیں سلسلہ نقشبندیہ میں داخل ہو چکی
ہیں رات دن حلقۂ ذکر ہوتا ہے سلسلہ میں داخل
ہونے والوں کی اتنی کثرت ہو رہی ہے کہ بعض مشتاقوں
کو بڑی دیر کے بعد موقع ملتا ہے ۔ ایک میجر صاحب
جو راجہ جنگ میں اپنی کمپنی کے ساتھ رہتے ہیں ان کو
آپ کا کسی سے پتہ لگا اور زیارت کے لئے حاضر ہوئے
آپ کی نگاہ عقیدت کے اثر نے ان کو ایسا اپنی طرف
کھینچا کہ وہ آپ پر فریفتہ ہو گیا ہر روز جیپ پر بیٹھ
کر آپ کے ڈیرے پر تین مرتبہ آتا ہے اور بیٹھ کر
شرف زیارت کر کے چلا جاتا ہے ۔ آپ بھی جب وہ
آتا ہے بڑی محبت اور خلق سے ملتے ہیں اور اس کو
میجر صاحب کہہ کر پکارتے ہیں ایک دن اس نے عرض
کی حضور میں تو آپ کا ایک ادنیٰ غلام ہوں آپ مجھ
کو میرے نام سے خالد کہہ کر پکارا کریں اگر میجر ہوں
تو فوج میں ہوں آپ کے دربار میں تو ایک غلام کی
حیثیت سے ہونا ہی میرے لئے سعادت ہو سکتی ہے
ایک دن اس نے بیعت ہونے پر بڑا اصرار کیا آپ نے
ٹال دیا ۔ وہ کئی دنوں تک بیعت ہونے کے لئے آتا رہا
مگر دل کی تمنا پوری نہ ہوتی بحمد للہ آخر کئی دنوں
کے بعد ۲۳ اکتوبر کو قریباً گیارہ بجے ان کو حلقہ
ارادت میں داخل فرما لیا اب وہ بہت مسرور اور
خوش نظر آتا ہے ۔ جن لوگوں کی تمنا ہے کہ حضور
ہمارے گھر میں آئیں اور کھانا تناول فرمائیں بصد
مشکل ان کو اپنی تمنا پوری کرنے کا وقت ملتا ہے آپ
خلق عظیم کے پیش نظر ہر ایک کی دعوت یکے بعد
دیگرے تاریخ اور وقت کے تعین سے ۔۔۔۔۔۔
قبول کرتے ہیں ۔ فرماتے ہیں کہ اب چند دنوں کے بعد
گاؤں کے یاروں کے پیہم اصرار اور ان کے اشتیاق کے
پیش نظر دیہات کا دورہ شروع کیا جائے گا اور ان کو
حق کا راستہ دکھایا جائیگا آپ کی دعا مستجاب ہے اور آپ
کے ہاتھ میں اور لعاب دہن میں شفا ہے جو کچھ کسی کو دم کر کے
دیتے ہیں اس سے مریضوں کو شفا حاصل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ
اس خاندان اور گھرانے کو ہمیشہ با کرامت رکھے ۔ آمین

دفتوہ علاقہ للیانی

موضع دفتوہ للیانی سے تین میل مغرب کی جانب ۱۹ اکتوبر کو جلسہ ہوا۔ حضرت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب علی پوری تشریف لے گئے رات کو محمد اسماعیل صاحب اور محمد دین صاحب نعت خوان نے نعتیں پڑھیں اور صاحب صدر کے ارشاد سے اس ناچیز غلام رسول گوہر نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشریت پر وعظ کیا قریباً ۱۲ بجے جلسہ سلام وقیام اور دعائے خیر پر اختتام پذیر ہوا۔ دعا سے قبل حضرت پیر صاحب نے بھی مختصراً مگر جامع وعظ فرمایا۔

قصور کوٹ بدر دین

قصور کوٹ بدر دین میں ۲۱ اکتوبر بروز جمعہ حضرت میاں نبی بخش رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی کی زیر صدارت سالانہ عرس شریف ہوا۔ جمعہ کی نماز کے بعد میاں صاحب کی قبر شریف کے قریب ختم قرآن شریف اور محفل میلاد ہوئی جس میں کئی نعت خوانوں نے نعتیں پڑھیں بعد ازاں سلام پڑھا گیا اور حضرت قبلہ عالم صاحب نے ختم شریف پڑھ کر ایصال ثواب کیا شام کو میاں صاحب کے گھر آکر ختم شریف پڑھا اور لوگوں کو کھانا کھلایا گیا۔

مقبول پور ضلع لائلپور

پیر سید محمد طفیل شاہ صاحب خلیفہ مجاز کے اہتمام سے مقبول پور ضلع لائل پور میں حسب سابق حضرت امیر ملت قدس سرہ کا سالانہ عرس شریف بڑی دھوم دھام سے ۷-۸ اکتوبر کو ہوا اس سال گذشتہ سالوں سے عقیدتمند بہت زیادہ آئے ہوئے تھے جلسہ کا پروگرام دو روزہ تھا۔ صبح و شام ہر دو روز مہمانوں کو جو ہزاروں کی تعداد میں آئے ہوئے تھے زردہ اور پلاؤ اور گوشت روٹی سے کھانا دیا گیا۔ جلسہ کا انتظام بڑا معقول تھا شامیانہ لگا ہوا تھا۔ دریاں بچھی ہوئی تھیں جھنڈیاں اپنی بہار دکھا رہی تھیں لاؤڈ سپیکر سٹیج پر نصب تھا۔ حضرت مولانا پیر سید افضل حسین شاہ صاحب مدظلہ کی صدارت تھی۔ آپ نے دو مؤثر وعظ فرمائے جس سے دلوں سے غفلت کے پردے اٹھ گئے۔ حاضرین نے آپ کے علم اور اسلوب بیان کی داد دی چوہدری محمد اسماعیل صاحب اور اصغر علی اصغر شاعر نے اپنے کلام سے لوگوں کو محظوظ کیا ناچیز ایڈیٹر انوار الصوفیہ نے بھی شان ولایت پر دو تقریریں کیں آخری دن میں دوپہر کے وقت بعد از نماز جمعہ ختم شریف پڑھ کر ایصال ثواب کیا گیا۔

راوی روڈ لاہور

خلیفہ مجاز حضرت مولانا حاجی غلام جیلانی صاحب کے اہتمام سے امسال بھی حسب سابق حضرت امیر ملت

قدس سرہٗ کا ۲۱-۲۲ اکتوبر کو سالانہ عرس شریف منایا گیا۔ تینوں راتوں کو محفل میلاد، ختم قرآن شریف، ختم خواجگان اور وعظ ہوتا رہا۔ ۲۳ اکتوبر کو ۸ بجے سے ۲ بجے دوپہر تک باقاعدہ تبلیغی جلسہ حضرت مولانا الحاج شمس الملت پیر سیّد نور حسین شاہ صاحب مدظلہ علی پوری کی صدارت میں ہوا۔ جس میں نعت خوان اور بعض شعراء نے حضرت امیر ملّت کی شان میں قصائد پڑھکر سنائے بعد ازاں حضرت مولانا علامہ حافظ غلام رسول صاحب صدر مدرس مدرسہ نقشبندیہ علی پور شریف نے صحبت اولیاء پر سیر حاصل اپنے مخصوص انداز میں تبصرہ فرمایا جس سے اہل علم حضرات نہایت محظوظ ہوئے بعد ازاں حضرت مولانا محمد بخش صاحب مسلم بی اے نے بھی اولیاء اللہ کے روحانی کارناموں کا اور حضرت امیر ملّت قدس سرہٗ کی سیاسی سرگرمیوں کا تذکرہ بڑی خوبی سے کیا۔ بعد ازاں ناچیز غلام رسول گوہر نے فضائل مصطفےٰ پر وعظ کیا۔ بعد ازاں مدنی صاحب عربی نے حضرت امیر ملّت کی شان کو بیان کیا بعد ازاں حضرت مولانا الحاج پیر بشیر حسین صاحب نے قرآن کا ایک رکوع پڑھکر لوگوں کو مسحور کیا بعد ازاں ختم شریف پڑھکر ایصال ثواب اور دعائے خیر کی گئی۔ سلام مدنی صاحب نے پڑھایا۔ پھر دو بجے جلسہ برخاست ہوا۔ سینکڑوں آدمیوں کو جو آئے ہوئے تھے پر تکلف کھانا جو حاجی صاحب نے بڑی محبت اور ذوق سے تیار کروایا ہوا تھا کھلایا اللہ تعالےٰ حاجی صاحب کو عمر دراز بخشے سلسلہ کی آجکل بہت خدمت کر رہے ہیں۔

(گوہر)